امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

# ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۲۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر:47

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- خواتین کی دو بنیادی ذمہ داریاں
- مروجہ شادیوں میں غیر اسلامی طریقے
- بہار میں معیاری اسکولی تعلیم
- سچی خوشی کسی کو خوشی دینے میں ملتی ہے
- برصغیر ہندوپاک میں غلام......
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، طب وصحت

# تعلیم کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے کوششیں تیز کرنے کی ضرورت: حضرت امیر شریعت مدظلہ

## ریاست اڈیشہ کے شہر کٹک میں امارت شرعیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ میں کئی اہم تجاویز کی منظوری

رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کی سالانہ مجلس شوریٰ 3/دسمبر 2023ء کو ملک کی ریاست اڈیشہ کے قدیم شہر کٹک میں ”ہوٹل پنتھ نواس بخشی بازار“ کے کانفرنس ہال میں منعقد ہوئی، جس میں بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اور ملک کی دیگر ریاستوں سے بڑی تعداد میں اراکین شوریٰ نے شرکت کی، اور زیر بحث ایجنڈوں پر گفت وشنید کے بعد آئندہ کے لیے لائحہ عمل طے کیا، اجلاس کی صدارت امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر وسکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے فرمائی، اس موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ ملک کے موجودہ حالات میں ہم سب کو حکمت اور دوراندیشی سے کام کرنا ہوگا اور اس کے لیے اجتماعی قوت کے ساتھ ذہنی، فکری ہم آہنگی کو بروئے کار لانا ہوگا، تعلیم کے حصول اور اس میں اختصاص پیدا کرنے پر پر توجہ دینی ہوگی، اور مل جل کر ملی مسائل کو حل کرنا ہوگا، کیوں کہ اتحاد واجتماعیت ہی ملی قوت کا اصل سرچشمہ ہے، انہوں نے فرمایا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نت نئے فتنے اٹھ رہے ہیں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم سب کو ہر اٹھنے والے فتنہ کا علمی انداز میں جواب دینا ہوگا، اس کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ امارت شرعیہ میں ریسرچ کا ایک شعبہ قائم کیا جائے، جس میں مختلف فنون کے ماہرین کی ٹیم کام کرے، آپ نے مزید فرمایا کہ امات شرعیہ کا نظام کار باہمی تعاون سے چل رہا ہے، اس کو مزید قوت بخشنے کے لیے آپ سب کا تعان درکار ہے، ملک اور ملت کی موجودہ صورت حال میں امارت شرعیہ سے وابستہ تمام افراد بالخصوص اراکین شوریٰ کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہے، ہم سب کو احساس ذمہ داری کے ساتھ کارواں کو آگے لیکر بڑھنا ہوگا، آپ نے اخلاص، مسلسل جدوجہد اور عزم وحوصلہ کے ساتھ زندگی گذارنے کی لوگوں سے اپیل کی اور فرمایا کہ کلمہ واحدہ کی بنیاد پر اتحاد کی راہیں تلاش کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے فرمایا کہ اس وقت نت نئے سماجی فتنے پھیل رہے ہیں، خاص کر مسلم عورتوں کو سودی کاروبار سے جوڑنے کے لیے سرکاری سطح پر رقمیں فراہم کی جارہی ہیں اور عدم ادائے گی کی صورت میں انہیں ذلیل کیا جاتا ہے، اس کے تدارک کے لیے ہم سب کو متبادل حل تلاش کرنا ہوگا، اور شرعی طریقے پر انہیں تقسیم میراث میں حصہ دار بنانا ہوگا، آپ نے اجتماعی قرض (سموہ لون) کے ذریعہ خواتین میں پیدا کئے جانے والے فتنوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی۔ لڑکیوں کی تعلیم اور ان کی دینی تربیت کے لئے تمام گارجین حضرات کو حساس رہنے کا مشورہ دیا۔

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اراکین شوریٰ کا خیر مقدم کیا اور امارت شرعیہ کی یک سالہ کارکردگی رپورٹ پیش کی اور کہا کہ حضرت امیر شریعت کی قیادت میں ادارہ کا ہر شعبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، انہوں نے اپنی تفصیلی رپورٹ میں جملہ شعبہ جات کی کارکردگی کا خلاصہ پیش کیا اور کہا کہ آج کے مشکل حالات میں اتنی بڑی تنظیم کو حوصلہ مندانہ کارکردگی کے ساتھ آباد وشاداب رکھنا یقیناً قابل صد شکر ہے، انہوں نے شعبہ کے ذمہ دار وکارکنان کی شب وروز کی تگ ودو پر انہیں مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے ہر چھوٹے بڑے کارکن الحمد للہ پورے سمع وطاعت کے جذبہ کے ساتھ نظام امارت کو آگے بڑھا رہے ہیں، ان کے ذریعہ پیش کی گئی کارکردگی رپورٹ کو ارکان شوریٰ نے حد درجہ پسند کیا اور امارت شرعیہ کی ترقی واستحکام کی دعائیں دیں۔

امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات شعبہ دارالقضاء، دارالافتاء، شعبہ دعوت وتبلیغ، شعبہ پروجیکٹ مینجمنٹ، شعبہ تعلیم، المعہد العالی، دارالعلوم الاسلامیہ، ٹیکنیکل واسپتال، ذیلی دفاتر، شعبہ اصلاحات اراضی، شعبہ اوقاف، بیت المال، وفاق المدارس الاسلامیہ، امارت پبلک اسکول، شعبہ تحفظ مسلمین وخدمت خلق اور شعبہ امور مساجد وغیرہ کی رپورٹیں اس شعبہ کے ذمہ داروں نے تفصیل سے پیش کیں۔ ان رپورٹوں پر ارکان شوریٰ جناب پروفیسر مولانا شکیل احمد القاسمی صاحب، جناب جاوید اقبال ایڈوکیٹ صاحب، جناب ذاکر بلیغ صاحب ایڈوکیٹ، شیخ مطیع الرحمٰن سلفی صاحب، جناب ظفر صاحب سابق ایم ایل اے، جناب مولانا نوشاد نوری قاسمی صاحب استاد دارالعلوم دیوبند، جناب مولانا جاوید اختر ندوی صاحب استاد ندوۃ العلماء لکھنو، جناب مولانا محمد عالم قاسمی صاحب، جناب مولانا محمد ظفر صاحب راورکیلا، جناب الحاج مولانا محمد عارف رحمانی صاحب، جناب ماسٹر انوار صاحب، جناب حاجی احسان الحق صاحب، حاجی اکرام صاحب ارریہ، جناب مولانا اعجاز احمد صاحب، وغیرہم نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں امارت شرعیہ کے بڑھتے ہوئے کاموں اور اس کے استحکام پر خوشی محسوس ہورہی ہے اور ہم سب عہد کرتے ہیں کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی قیادت ورہنمائی میں امارت شرعیہ کے کارواں کو آگے بڑھانے میں اپنا ہر ممکن تعاون پیش کریں گے۔ جناب مولانا قاضی انظار عالم قاسمی صاحب، جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب، جناب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب، جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب، جناب قاضی انور قاسمی صاحب، جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب، جناب مولانا سعود عالم قاسمی صاحب جمشید پور، ڈاکٹر یاسر حبیب، جناب قاری محمد شعیب عالم صاحب نوادہ، جناب مولانا عبدالسبحان قاسمی صاحب دہلی، جناب بابا فرید رحمانی صاحب مظفر پور، جناب ڈاکٹر ساجد علی خان سیتامڑھی، مولانا امجد بلیغ رحمانی صاحب، جناب قاضی سہیل اختر قاسمی صاحب، جناب مولانا عبدالباسط صاحب ندوی، جناب مولانا رضوان احمد صاحب ندوی، جناب عبدالوہاب صاحب، جناب عرفان الحسن صاحب، جناب امتیاز احمد صاحب، جناب مفتی یحیٰ غنی صاحب نے اپنی آراء پیش کیں، پھر ان آراء کی روشنی میں تجاویز طے ہوئیں جنہیں تمام اراکین نے منظور کیا، اس میں لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی تحریک، اصلاح معاشرہ کی کوششیں، فکر امارت کو عام کرنے اور اجتماعی زندگی کو مستحکم کرنے، مکاتب دینیہ کا گاؤں گاؤں میں جال پھیلانے، تعلیمی ادارے قائم کرنے، سودی قرض کے لینے دینے (سموہ لون) سے پرہیز جیسی اہم تجاویز شامل ہیں، جناب مولانا مفتی محمد سہراب صاحب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اجلاس کی نظامت کی اور امارت شرعیہ کی یک سالہ کارکردگی پر مشتمل اجمالی ڈاٹا جو کہ اسکرین پر دکھایا جارہا تھا اس کی وضاحت کی۔

اجلاس کی کارروائی قاری محمد یوسف صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی، اس کے بعد نعتیہ کلمات پیش کیا گیا، پھر تجاویز تعزیت، سابقہ کارروائی کی توثیق اور عملی پیش رفت کا خاکہ سامنے آیا اور اخیر میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعاء پر مجلس اختتام کو پہونچی۔ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب مولانا صبغت اللہ صاحب قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء کٹک اور عمائدین شہر کے علاوہ مولانا شاہ نواز عالم صاحب مظاہری، مولانا محمد نصیرالدین مظاہری، مولانا محمد منہاج عالم ندوی کے علاوہ حافظ شہاب الدین صاحب، مولانا سرفراز قاسمی صاحب، قاری شفیع اللہ صاحب، حافظ علی حسن صاحب مبلغین امارت شرعیہ نے بڑی جدو جہد کی، اجلاس شوریٰ میں شریک ہونے والے اراکین شوریٰ کا اہالیان کٹک نے گرم جوشی سے استقبال کیا اور قیام وطعام اور دیگر سہولیات کا قابل قدر خیال کیا۔ اس موقع پر ریاست اڈیشہ کے واحد مسلم ایم ایل اے جناب مقیم صاحب نے اراکین شوریٰ سے ملاقات کر کے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا اور سب کی دعائیں لیں۔

### اچھی باتیں

منفی سوچ غلط نمبر کی عینک کی طرح ہوتی ہے، جسے لگا لینے سے ہر منظر دھندلا، ہر راستہ ٹیڑھا اور ہر چہرہ بگڑا ہوا نظر آتا ہے☆ زندگی بہت حسین ہے، کبھی ہنساتی ہے تو کبھی رلاتی ہے، لیکن جو زندگی کے مسائل میں خوش رہتا ہے، زندگی اسی کے آگے سر جھکاتی ہے☆ جب آپ سے کوئی مدد مانگے تو یہ سوچیں کہ اس نے آپ سے پہلے اپنے رب سے مدد مانگی تھی اور رب نے اسے آپ کے پاس بھیج دیا ہے☆ جو باقی ہے وہی اہم ہے چاہے وہ وقت ہو یا زندگی☆ دنیا میں بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو دھوکہ، اذیت، دکھ اور تکلیف انسانوں کو دیتے ہیں اور معافی اللہ سے مانگتے ہیں☆ عقل مند انسان وہ ہے جو کام سے پہلے انجام کی فکر کرلے“۔ (حاصل مطالعہ)

### بلا تبصرہ

”وزیر اعلیٰ نتیش کمار پچھلے ایک ہفتہ سے کسی تقریب میں نظر نہیں آرہے تھے،، وزیر اعلیٰ کی صحت کے تعلق سے ان کی پارٹی جدیو سے زیادہ این ڈی اے کے لیڈران پریشان نظر آرہے ہیں، بہار کے سابق وزیر اعلیٰ اور ہندوستانی عوام مورچہ کے سرپرست جیتن رام مانجھی نے وزیر اعلیٰ کی صحت کے حوالہ سے پیر کو ایک بیان دیا ہے، انہوں نے سوشل میڈیا ایکس پر لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی طبیعت ناساز ہے، انہیں کچھ ہوا بھی ہے یا ان کے خلاف کوئی سیاسی سازش ہورہی ہے، ان کا ہیلتھ بلیٹن جاری ہونا چاہیے۔ (انقلاب 5دسمبر 2023)

Scanned with CamScanner

# اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

**مولانا رضوان احمد ندوی**

## نماز کا حکیمانہ نظام تربیت

''اے رسول! جو کتاب آپ کی طرف اتاری گئی ہے، اس کی تلاوت فرمایئے اور نماز کی پابندی کرتے رہئے، یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی رہتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے'' (سورہ عنکبوت:۴۵)

**مطلب:** قرآن مجید، اللہ کی آخری کتاب ہے جو دستور حیات بھی ہے اور چراغ راہ بھی، اس لئے اللہ رب العزت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر اس کی تلاوت کی تلقین کی اور پوری امت کو بھی قرآن پاک کی تلاوت کا حکم دیا، کیونکہ قرآن مجید کی تعلیمات کا بنیادی مقصد انسان کو ایک مثالی انسان بنانا ہے اور اس کے اخلاق وعادات کو شرافت وانسانیت کے سانچے میں ڈھالنا ہے، اس لئے رب ذوالجلال نے صراط مستقیم پر گامزن رہنے کے لئے تلاوت کلام کو معمول بنانے پر زور دیا اور برائیوں سے بچنے کے لئے پابندی سے پنج وقتہ باجماعت نمازوں کے اہتمام کی تاکید کی، کیونکہ عام طور پر مسجد اور نماز کے پابند لوگ بہت سے گناہوں سے بچے رہتے ہیں، اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہو اس کے باوجود وہ گناہ میں مبتلا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ نماز خشوع وخضوع، رقت وسوز اور اس کے حقوق وآداب کے ساتھ نہیں ادا کرتا ہے، یہ ایسا ہی ہے کہ کسی مریض کے لئے ڈاکٹر نے کوئی دوا تجویز کی پھر اس کے استعمال کا طریقہ بتلا دیا، مگر اس نے ڈاکٹر کی تجویز کردہ نسخوں پر عمل نہیں کیا اور اس کو دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو یہ دوا کا نقص نہیں، بلکہ دوا کھانے والے کا قصور ہے، اگر ہم نمازوں کو حضور قلبی کے ساتھ ادا کرینگے تو یقیناً ہمارے دلوں سے گناہوں کی شناعت ختم ہوجائے گی اور نیکی کرنا آسان ہوجائے گا اور اللہ اس کے ذریعہ دنیا میں بھی ترقی عطا فرمائیں گے اور آخرت میں بھی نماز ہماری نجات کا سبب بنے گی، معلوم ہوا کہ نماز میں جسم، عقل اور قلب تینوں کی نمائندگی ہونی چاہئے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اس کی نکتہ آفرینی پر بہت عمدہ کلام فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ نماز صرف جسمانی حرکات یا کسی چوب خشک جیسے نظام کا نام نہیں، جس میں نہ روح ہوتی ہے، نہ زندگی، نہ وہ کوئی ایسا فوجی ڈسپلن ہے جس میں ارادہ واختیار کو کوئی دخل نہیں ہوتے، وہ ایک ایسا عمل ہے جس میں جسم، عقل اور قلب سب شریک ہیں اور اس میں ان تینوں چیزوں کی حکیمانہ ومنصفانہ نمائندگی موجود ہے، جسم کے حصہ میں قیام اور رکوع وسجود آیا ہے، زبان کے حصہ میں تلاوت وتسبیح آئی ہے، عقل کے حصہ میں تفکر وتدبر آیا ہے، قلب کے حصہ میں خشوع وانابت اور رقت وکیفیت آئی ہے اور قرآن مجید میں ان تینوں کا ذکر موجود ہے، کیونکہ انسان جسم، عقل اور دل تینوں چیزوں کا مجموعہ ہے اور اسی لحاظ سے نماز میں جو اس دین کا سب سے بڑا مظہر ہے، انسانی فطرت کے تمام بنیادی شعبوں اور نمایاں پہلوؤں کی نمائندگی موجود ہے۔ (ارکان اربعہ) جب نماز اس شیفتگی اور وارفتگی کے ساتھ ادا کی جائے گی تو اللہ کی طرف سے ایسے بندوں پر خصوصی رحمت نازل ہوں گی، اس کے باوجود اگر نیک لوگوں کو بعض وقت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو یہ اس کے لئے ترقی درجات کا ذریعہ ہے، اس سے انہیں نہیں گھبرانا چاہئے، قرآن نے ایسے لوگوں سے کہا کہ مایوس نہ ہو اور مت گھبراؤ، اگر تم ایمان والے ہو تو سرفرازی اور سرداری تمہارے ہی لئے مقدر ہے، قرآن کریم کی یہ ہدایات محض ایک ترغیبی نصیحت کی حیثیت نہیں رکھتی، بلکہ وہ اس کو امت کا فریضہ قرار دیتا ہے کہ اور اس عمل کو مسلمانوں کے لئے وجہ امتیاز قرار دیتا ہے۔

## مریضوں کے ساتھ حسن سلوک

''حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بیماروں کو کھانے پر مجبور نہ کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتے ہیں اور پلاتے ہیں'' (ترمذی شریف، ابواب الطب)

**وضاحت:** بیماریاں انسانی صحت پر حد درجہ اثر انداز ہوتی ہیں، بیمار کے جسم کی ظاہری ہیئت، چہرے پر نقاہت اور پاؤں میں لڑکھڑاہٹ تو طاری رہتی ہی ہے، نفسیاتی طور پر بھی مریضوں میں چڑچڑاپن اور حدت پیدا ہوجاتی ہے، اس لئے جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے ذہنی نقطہ نظر کا بھی اعتدال قائم رہنا چاہئے جہاں تک ممکن ہو افسردگی اور مایوسی سے بچنے اور اپنے ذہن وفکر کو پر کیف بنانے کی کوشش کریں، تاکہ آپ نفسیاتی دباؤ کے شکار نہ ہوں، بہت سے مریض مختلف مزاج اور طبیعت کے ہوتے ہیں بسا اوقات ان کے قوی اور معدے ثقیل غذاؤں کے محتمل نہیں ہوتے اس لئے ان کے اندر کھانے پینے کی رغبت کم ہوجاتی ہے، بھوک و پیاس کا فقدان ہوجاتا ہے، ادھر گھر والے انہیں پریشان کرتے ہیں کہ اگر یہ نہیں کھائے گا تو اور بھی کمزور ہوجائے گا، اس لئے ان کے کھانے پر دباؤ بناتے ہیں، یہ صحیح ہے کہ اچھی صحت کے لئے متوازن غذائیں مفید ہوتی ہیں، لیکن اس سلسلہ میں مزاج کا لحاظ اور مریض کی طبیعت انشراح کو سامنے رکھنا چاہئے، اسلئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ اگر بیمار آدمی کو کھانے پینے کی رغبت نہ ہو تو اس کو زبردستی کھانے پر آمادہ نہ کرو اور نہ ہی اس پر دباؤ بناؤ، کیونکہ جن مریضوں میں کھانے پینے کی رغبت کم رہتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اندر صبر وبرداشت کی قوت ودیعت فرمادیتے ہیں، جن کے سہارے وہ زندگی گذارتا ہے، اس کی وجہ اطباء یہ بیان کرتے ہیں کہ وہی خوراک جزو بدن بنتی ہے، جس کی طبیعت کو رغبت ہو جس کے کھانے کی رغبت نہ ہو وہ کھانا جزو بدن نہیں بنتا بلکہ وہ الٹا کمزوری کا سبب بنتا ہے، اس سے مرض میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے تاوقتیکہ طبیعت اعتدال وتوازن پر نہ آجائے اور از خود رغبت پیدا نہ ہوجائے بیمار کو کھانے پر مجبور کرنا بے سود ہے، البتہ اس کا علاج ومعالجہ کرانا چاہئے تاکہ اس کے اندر کھانے پینے کی رغبت پیدا ہوجائے اور جب رغبت پیدا ہوجائے تو سادہ اور زود ہضم غذائیں کھلائیں تاکہ مریض کے معدے میں گرانی نہ پیدا ہو، ہاں، اگر ماہر اطباء نے کسی خاص کھانے کے استعمال پر زور دیا تو ایسی صورت میں مریض کی ذہنی ونفسیاتی کیفیت کا لحاظ وخیال کرتے ہوئے کھلائیں اور انہیں اطمینان دلانے کی کوشش کریں کہ یہ کھانا غذا نہیں دوا ہے، جس سے صحتیابی ہوگی، مگر اس میں بھی مریض پر بہت زیادہ دباؤ نہ بنائیں بلکہ ان کے انشراح قلب کا انتظار کریں۔

# دینی مسائل

**مفتی احتکام الحق قاسمی**

## نکاح، حقوق وفرائض

آج کل نئی نسل میں دینی تعلیم کا رجحان بہت کم ہے جس کی وجہ سے وہ معاشرتی اور ازدواجی زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق وفرائض سے ناواقف ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ شب وروز کی لڑائی جھگڑا اور کیس مقدمہ میں گھر برباد ہو رہا ہے، خاندان ٹوٹ رہا ہے اور سارا چین وسکون ختم ہے۔ سوال یہ ہے کہ نکاح کے بعد میاں بیوی کے درمیان تعلقات کیسے ہوں ایک دوسرے کے کیا حقوق وفرائض ہیں۔ تفصیل سے بتایا جائے تاکہ اس کی روشنی لوگوں خصوصا نئی نسلوں تک پہونچائی جاسکے۔

الجوابـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

شریعت کی نگاہ میں نکاح ایک پاکیزہ، محترم ومستحکم اور پائیدار رشتہ ہے جس کے ذریعہ دو اجنبی مرد وعورت زندگی کے نرم وگرم میں ایک دوسرے کا رفیق وہمدم اور ساتھی بن کر رہتے اور زندگی گزارنے کا عہد وپیمان کرتے ہیں، اسلام اس عہد وپیمان میں استقلال وپائیداری اور استحکام ومضبوطی چاہتا ہے، تاکہ ازدواجی زندگی کا سفر خوشگوار اور فرحت بخش ماحول میں کامیابی کے ساتھ طے ہو، ارشاد ربانی ہے۔ **یا ایھا الذین آمنوا أوفوا بالعقود،** (المائدۃ: ۱) اے ایمان والو عہد پورے کیا کرو۔ **وأخذن منکم میثاقا غلیظا** (النساء: ۲۱) اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ **أحق الشروط أن توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج** تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے لائق ہیں، جن کے ذریعہ تم نے شرمگاہ کو حلال کیا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب النکاح باب شروط فی المہر) پھر یہ کہ خالق کائنات نے میاں بیوی کے اس رشتہ میں ایسی الفت ومحبت ڈال دی جو دوسرے رشتے میں نہیں پائی جاتی، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ایک نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا: **ومن آیاتہ أن خلق لکم من انفسکم أزواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ** (الروم: ۲۱) اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کی مانند ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو دو محبت کرنے والوں کے درمیان محبت کو زیادہ کردے۔ **لم تر للمتحابین مثل النکاح** (ابن ماجہ) یہ اس لئے تاکہ خاندانی نظام او وہ گھر جسے اللہ تعالیٰ نے امن وسکون اور سلامتی کا گہوارہ بنایا ٹوٹنے پھوٹنے اور اجڑنے سے بچ جائے، کیونکہ خاندان کا ٹوٹ جانا اور گھروں کا اجڑ جانا بہت بڑا حادثہ ہے، جس کے سدباب کیلئے شریعت مطہرہ نے زوجین میں سے ہر ایک کو دوسرے کا احترام ملحوظ رکھنے، شرافت، حسن سلوک تحمل اور بردباری جیسی عظم صفات پیدا کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس کے بغیر الفت ومحبت کا پیدا ہونا اور ایک خوشگوار وکامیاب زندگی گذارنا ممکن نہیں ہے، اس نے مردوں کو بطور خاص اس بات کی تاکید کی کہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت اور شریفانہ زندگی بسر کرے، کیونکہ اس بات کا اندیشہ تھا کہ مرد کو گھر کا مکھیا اور ذمہ دار ہونے کی وجہ سے جو برتری اور فوقیت حاصل ہے اس کا غلط فائدہ اٹھا کر اپنی بیوی کو حقیر وکمتر سمجھنے لگے اور اس پر ظلم وستم کرنے لگے، فرمایا **عاشروھن بالمعروف** اور ان کے ساتھ اچھی طرح گزر بسر کرو۔ اس نے یہ حکم اس حال میں بھی دیا جبکہ بیوی شوہر کو نہ بھاتی ہو فرمایا **إن کرھتموھن فعسیٰ أن تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا.** (النساء: ۱۹) اگر وہ تم کو نہیں پسند آتی ہیں تو ہوسکتا ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ نے اس میں بہت سی خوبیاں رکھی ہو البتہ اگر ناپسندیدگی اس حد تک پہونچ جائے جس سے ازدواجی زندگی سخت دشوار اور متعذر ہو اور شریعت کے حدود پر قائم رہنا مشکل ہو تو پھر تسریح باحسان پر عمل کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شوہر اپنی بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اس کی نظر میں اس کی کوئی خصلت دعادت ناپسندیدہ ہو تو اس کی دوسری خصلت وعادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ **لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر** (مسلم ۱/ ۴۷۵) یہ ارشادات ازدواجی زندگی اور حسن معاشرت کے وہ راہنما اور زریں اصول ہیں جن سے بڑے سے بڑا نزاع خود بخود حل ہوجاتا ہے، غصہ کا جوش ٹھنڈا ہوجاتا ہے، اور انسان اطمینان وسکون کی سانس لیتا ہے، کیونکہ ہر انسان کے سارے کردار اور ساری خصلتیں بری نہیں ہوتیں، کچھ عادتیں بری ہوتی ہیں تو کچھ اچھی بھی ہوتی ہیں۔ لہذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے ان اچھے افعال واخلاق کو پیش نظر رکھے جو پسندیدہ ہیں اور جو اخلاق وعادات ناپسندیدہ ہیں ان پر صبر وتحمل سے کام لے، محبت ونرمی اور حکمت عملی سے ان کی اصلاح کی کوشش میں لگا رہے ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر غیظ وغضب اور سختی سے گریز کرے کیونکہ اس کی اصلاح اور درستگی کا معاملہ بڑا نازک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت کی تخلیق سب سے ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے، اگر تم پسلی کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اس کو توڑ دوگے اور اگر پسلی کو اپنے حال پر چھوڑ دو تو وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہے گی۔ (صحیح مسلم ۱/۴۷۵، باب الوصیۃ بالنساء) اس لئے اگر اس کے ٹیڑھے پن کو درست کرنے کے لئے سختی سے کام لیا گیا تو اس کا انجام توڑ پھوڑ یعنی طلاق کی صورت میں ظاہر ہوگا جو ان عورتوں کے لئے ہی نہیں بلکہ بچوں کے لئے اور خود اپنے لئے باعث ندامت وشرمندگی ہوگا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **استوصوا بالنساء خیرا** (صحیح مسلم ۱/ ۴۷۵) اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا معاملہ رکھو (ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرو اور یہ توقع چھوڑ دو کہ وہ سب باتوں میں تمہاری مرضی اور خواہش کے مطابق چلیں گی۔

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 47 مورخہ ۲۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۱؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

# رجوع الی اللہ

انسان کا علم محدود ہے، اسے اپنی تقدیر کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا ہے، اور نہ ہی اللہ کی مشیت کے بارے میں وہ کچھ جانتا ہے، ہمارا ایمان ویقین ہے کہ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے اور ہوگا وہی جو خدا چاہے گا، پھر جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے یا ہوگا وہ سب تقدیر کا حصہ ہے، تقدیر فرد کی بھی ہوتی ہے اور قوموں کی بھی، فیصلے اللہ کے انفرادی بھی ہوتے ہیں اور اجتماعی بھی، انفرادی گناہ کی سزا فرد کو اور اجتماعی گناہ کی سزا قوموں کو ملتی ہے، سزا ہی کی ایک قسم ایسے حکمرانوں کا تسلط ہے جو عوام وخواص کے لیے اذیت، مصائب اور تکلیف کا باعث ہوتے ہیں، گویا ہماری بداعمالی کی وجہ سے ہمیں ان لوگوں کی ماتحتی میں ڈال دیا جاتا ہے، جو صرف ظلم وطغیان کی زبان جانتے ہیں اور جنہیں الطاف وکرم کی کوئی ادا نہیں آتی۔ اعمالکم عمالکم کا یہی مطلب ہے۔

ایسے میں ظاہر ہے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا نہیں جا سکتا، جتنی استطاعت ہو، اس کے بقدر تدبیریں کرنی چاہیے، ظلم کو خاموشی سے سہنا ظلم کی توسیع واشاعت میں مدد کرنا ہے، اس لیے ہر ممکن اس کو دور کرنے کی سوچنا چاہیے، احتجاج، دھرنے، جلسے، جلوس، مختلف تنظیموں سے اتحاد اور بلند وبالا ایوانوں تک اپنی بات پہونچانے کے نت نئے طریقوں کی تلاش، یہ تدبیر کا ہی حصہ ہیں، اپنے مطالبات منوانے کا ذریعہ ہیں، احوال کو صحیح سمت اور رخ دینے کی جدوجہد ہے، اس لیے ہر سطح پر اس کام کو کرنا چاہیے، مل کر کرنا چاہیے، تحفظات اور ذاتی مفادات سے اوپر اٹھ کر کرنا چاہیے، اس کام کے لیے تعاون کا میدان وسیع ہے اور مشترکہ نکات پر ہر مذہب، ہر مسلک اور ہر مکتب فکر کے لوگوں کو جوڑا جا سکتا ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے نفقۂ مطلقہ کے معاملے میں سب کو جوڑ کر تحریک چلائی تھی تو کامیابی قدم بوس ہوئی، اسی نہج پر مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کی قیادت میں ''دین ودستور بچاؤ'' تحریک زوروں پر چلی، اس کے بھی مفید اثرات سامنے آئے اور اقلیتوں کو اپنے دین اور دستور کے اعتبار سے اس وقت جن مسائل کا سامنا ہے، اس سے باہر نکلنے کے مواقع پیدا ہوئے۔

اتحاد میں بڑی طاقت ہے بکھرے ہوئے تارے متحد ہوتے ہیں تو خورشید مبیں بننے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں؛ اس لیے ہمیں مختلف مذاہب، مکاتب فکر اور مسالک کو متحد کر کے ایک لڑی میں پرونا چاہیے اور انہیں ٹوٹنے سے بچانا چاہیے، وقتی مصالح اور فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے ملک وملت کی سربلندی دستور کی بقا وتحفظ کے لیے آگے آنا چاہیے۔

اس ساری جدوجہد میں ہمیں کامیابی ملے، اس کے لیے اللہ سے رجوع کرنا انتہائی ضروری ہے، فیصلے اللہ ہی کے چلتے ہیں اور لوگوں کے قلوب دوسری چیزوں کی طرح اسی کے دست قدرت میں ہیں، بندے کی نگاہ اسباب پر ہوتی ہے؛ کیونکہ اسے سبب اختیار کرنے کا مکلّف بنایا گیا ہے، لیکن اللہ مسبب الاسباب ہے، قادر مطلق ہے، وہ اس پر قادر ہے کہ سارے احوال کے مخالف ہونے کے باوجود وہ اپنے ماننے والوں کو فوز وفلاح سے سرفراز فرما دے، وہ چاہتا ہے تو اسباب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں، آگ حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جاتی ہے، دریائے نیل حضرت موسیٰؑ اور نبی اسرائیل کو راستہ دے دیتا ہے، چھری حضرت اسماعیل کے حلقوم پر اُچٹ جاتی ہے اور ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا، بدر کے تین سو تیرہ مسلمان ہزار کفار پر بھاری پڑ جاتے ہیں، یہ سب رجوع الی اللہ کا ہی نتیجہ ہے۔

یاد ہوگا کہ بدر میں چھوٹی سی نفری کو میدان میں لے جا کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کر دیا اور پھر سجدے میں گر گئے، مانگنے لگے، مانگتے رہے، روتے رہے، گڑگڑاتے رہے اور بالآخر بدر میں فتح وکامرانی کا مژدہ اللہ رب العزت نے پہلے ہی سنا دیا، اور مسلمان جماعتِ کثیر پر غالب آگیے۔ اس لیے آج جن حالات سے ہم گذر رہے ہیں، اس میں مثبت تدبیروں کے ساتھ آہ سحر گاہی اور دعائے نیم شبی کی بھی ضرورت ہے، جس میں مسلمان دن بدن پیچھے چلے جا رہے ہیں، ایک طبقے نے دعا کو دل کی تسلی کا ذریعہ کہہ کر اس کی ناقدری کی ہے اور دوسرا طبقہ اس ہتھیار کی کاٹ سے ناواقف ہے، حالانکہ یہ مؤمن کا اصل ہتھیار ہے اور ایسا کارگر ہے کہ قضا وقدر کے فیصلے بھی اس سے بدل جاتے ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ تم مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، دعاؤں میں تضرع ہونا چاہیے، مانگنے کا سلیقہ ہونا چاہیے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درودوں کا التزام ہونا چاہیے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہمیں مانگنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا، ہم جو مانگ رہے ہیں، اس کے بارے میں بھی نہیں جانتے کہ کیا مانگ رہے ہیں، ہم دعائیں پڑھتے ہیں، مانگتے نہیں، پڑھنے کے اپنے فوائد ہیں، اس سے انکار نہیں، بھلا دعائے ماثورہ یعنی قرآن واحادیث کی دعاؤں کے الفاظ میں جو نورانیت ہے، جو اثر ہے، اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے، لیکن دعا کی قبولیت کے لیے دل کی کیفیت بھی مطلوب ہے، تاکہ بندے کی عاجزی درماندگی، کسمپرسی بے کسی اور بے بسی کا اللہ کے سامنے اظہار ہو، یہ اظہارِ عجز وبندگی اللہ کو بہت پسند ہے اور اس کو دیکھ کر رحمت خداوندی جوش میں آ جاتی ہے اور بندہ اپنے مقصود ومطلوب کو پا لیتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ کسی نے ان سے اسم ذات دریافت کیا، مشہور ہے کہ اسم ذات کے حوالے سے جو دعا کی جاتی ہے مقبول ہوتی ہے، حضرت ذوالنون مصریؒ نے اس شخص کو اسم ذات نہیں بتایا، فرمایا: رات اندھیری ہو، دریا میں طغیانی ہو، موج بلا خیز ہو اور تمہاری کشتی بھنور میں پھنس کر ٹوٹ چکی ہو، تم کشتی کے ایک تختے کو پکڑ کر اپنی زندگی کی بقا کی آخری لڑائی لڑ رہے ہو، اس ناامیدی اور بے بسی کی حالت میں جس نام سے اللہ کو پکاروگے، وہی اسمِ ذات ہے، مطلب یہ ہے کہ کیفیت اصل ہے، جن حالات کا اوپر ذکر کیا گیا، اس حالت میں اللہ سے مانگنے میں جو خشوع، خضوع، تضرع، الحاح ہوگا، اس کا تصور وہی شخص کر سکتا ہے، جس کو کبھی ان حالات سے سابقہ پڑا ہو۔

ایک صاحب نے اپنی آپ بیتی سنائی کہ افریقہ کے جنگلی علاقہ میں گاڑی کا تیل ختم ہو گیا، پٹرول پمپ بیس کیلومیٹر دور اور جیب بھی پیسے سے خالی، ہر دم جان کے جانے کا خطرہ، فضائل اعمال میں سن رکھا تھا کہ ڈاکو نے ایک شخص کو گھیر لیا، اس نے نماز کے لیے مہلت مانگی، نماز کے لیے کھڑا ہوا اور قرأت ''اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ'' کی شروع کر دیا، اللہ نے 'رجال غیب'' بھیج کر اس کی مدد کی اور ڈاکو مارا گیا، پڑھا بھی تھا، سنا بھی تھا، لیکن یقین ویسا نہیں تھا، جیسا چاہیے تھا، اب جو یہ موقع آیا تو دل کی کیفیت یقین کے مرحلے تک پہونچ گئی، وضو، نماز کا موقع نہیں تھا، آیت کریمہ کا ورد شروع کیا اور اللہ نے اس جنگل میں رات کی تاریکی میں ''رجال'' غیب بھیج دیا، اس کی گاڑی وہ تیس کیلومیٹر کھینچ کر لے گیا، گاڑی پٹرول پمپ پر لگی تو ایک دوسرے نے تیل کے روپے پٹرول پمپ والے کے حوالے کر دیا، خدائی نصرت اور الٰہی مدد اس طرح آتی ہے، ضرورت ہے یقین کی اور اللہ کی نصرت پر بھروسے کی، شاعر نے کہا ہے:

درِ کریم سے سائل کو کیا نہیں ملتا — مانگنے کا جو طریقہ ہے اس طرح مانگو

# حالیہ انتخابی نتائج

پانچ ریاستوں کے اسمبلی انتخاب میں کانگریس کو کراری ہار کا سامنا کرنا پڑا ہے، ایک ریاست چھتیس گڈھ اس کے ہاتھ سے نکل گئی اور اس کے عوض تلنگانہ اس کے حصہ میں آیا، راجستھان والوں نے ہر پانچ سال پر حکومت بدلنے کی اپنی روایت کو قائم رکھا اور اقتدار بھاجپا کے سپرد کر دیا، مدھیہ پردیش پہلے سے اس کے قبضہ میں تھا، حکومت برقرار رہی، میزورم میں وہاں کی عوام نے کانگریس، بھاجپا دونوں کو مسترد کر دیا اور ایک نئی پارٹی زیڈ پی ایم (زورم پیپلز موومنٹ) کو مکمل اکثریت کے ساتھ اقتدار سونپ دیا، کانگریس کی ہار اس قدر ذلت آمیز ہے کہ تلنگانہ کی جیت بھی مات ہو کر رہ گئی اور فتح کا جشن بھی تین ریاستوں کی ہار میں دب کر رہ گیا، ایکزٹ پول اور سیاسی تجزیہ نگار مدھیہ پردیش اور چھتیس گڈھ میں کانگریس کو اقتدار کے قریب بتا رہے تھے، لیکن ای وی ایم سے جو جن نکلا اس نے سب کو چونکا کر رکھ دیا، بی اس پی سپریمو مایاوتی نے اس نتیجے کو عجیب وغیرب اور پر اسرار کہا ہے اور اس پر سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت پر زور دیا ہے، انہوں نے کہا کہ پورے انتخاب کے دوران پارٹیوں کے ما بین کانٹے کی ٹکر تھی، لیکن نتائج بالکل اس کے برعکس آئے، کانگریس نے بصد ادب واحترام عوام کی رائے کے سامنے سر جھکا دیا اور جن لوگوں نے انہیں ووٹ دیا اس کا شکریہ ادا کیا، اس کے علاوہ ان کے پاس کرنے کے لیے کچھ بچا ہی کیا تھا، اب وزیر اعلیٰ کا رسمی انتخاب ہونا ہے، کانگریس نے تلنگانہ میں پارٹی کے صدر ریوت ریڈی کو وزیر اعلیٰ بنانے کا فیصلہ کیا ہے، میزورم میں زیڈ پی ایم کے بانی سابق آئی پی اس اور سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کی سیکوریٹی کے ذمہ دار لال دوہاما کے وزیر اعلیٰ بننے کی بات طے ہے، بھاجپا کو تینوں ریاستوں میں وزیر اعلیٰ کے کئی کئی دعویدار ہونے کی وجہ سے انتخاب میں تھوڑی دشواری ہے، ممکن ہے راجستھان میں وجے راجے سندھیا کی جگہ پارٹی ایک سخت گیر مندر کے پجاری کو وزیر اعلیٰ کی کرسی تھما دے جو اس کے ہندتوادی نظریہ کو یوپی کے یوگی کی طرح آگے بڑھانے کا کام کرے، اس کے لیے اس نے کام شروع کر دیا ہے، اور گوشت کی دوکانوں کو ہٹانے کا گرما گرم بیان دے کر آر ایس ایس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کا کام کیا ہے۔ حالاں کہ بعد میں اپنے اس بیان پر معافی بھی مانگ لی۔ بھاجپا خود سیکولر نہیں ہے اور نہ ہی اسے اپنی پارٹی میں سیکولر چہرہ پسند ہے اس لیے بہت ممکن ہے کہ گیند راجستھان کے اس یوگی کے پالے میں چلی جائے۔

وزیر اعظم نریندر مودی نے اس جیت کو 2024 کے انتخاب میں فتح کا اشارہ اور ہیٹ ٹرک قرار دیا ہے، پارلیامنٹ کے باہر سرمائی اجلاس کے پہلے دن اخبار والوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ نو سالوں میں حزب مخالف نے جو منفی ذہن بنایا ہے اس عادت کو بدلیں، اور شکست کا غصہ سدن میں نہ نکالیں، وزیر اعظم کا یہ کہنا صحیح ہے لیکن پارلیامنٹ کو یوپی اے کے دور اقتدار میں اس نہج پر کام کرنے کا طریقہ بھاجپا نے ہی سکھایا، جو انہوں نے کانگریس کے دور اقتدار میں کیا، وہی حزب اختلاف والے پارلیامنٹ میں ان کی حکومت میں کر رہے ہیں، جیسی کرنی ویسی بھرنی، اب کس کی طاقت ہے کہ اس طریقہ کار کو بدلے، پارلیامنٹ میں حکمراں طبقہ ہمیشہ حزب مخالف کو دبانے میں لگا رہتا ہے، صحیح اور سچی باتیں بھی مان کر نہیں دیتا، اکثریت کے بل پر بغیر بحث کے بل کو قانون بنا لیتا ہے تو حزب مخالف کے پاس شور، ہنگامے، احتجاج، مظاہرہ کے علاوہ کرنے کو اور بچتا بھی کیا ہے۔

جن تین ریاستوں میں کانگریس کی ہار ہوئی ہے، وہاں ووٹوں کے تناسب میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے، مدھیہ پردیش میں فرق کچھ زیادہ ہے، بقیہ ریاستوں میں ایک سے چار فی صد کا فرق ہے، الیکشن کمیشن کے ویب سائٹ کے مطابق چار ریاستوں میں کانگریس کو بھاجپا سے ساڑھے نو لاکھ ووٹ زیادہ ملے، اس کے باوجود اسے ہار کا سامنا کرنا پڑا، اس کی ایک بڑی وجہ کانگریس کے تجربہ کار لیڈروں میں برتری کی لڑائی رہی، راہل، پرینکا اور ملکا ارجن کھرگے، جی جان سے کانگریس کو فتح دلانے کے لیے بھاگ دوڑ کرتے رہے، لیکن کمل ناتھ، اشوک گہلوت، سچن پائلٹ، بھوپیش بگھیل، ٹی ایس سنگھ دیو، اپنی اپنی ڈفلی بجاتے رہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ گاندھی نہرو خاندان پر عوام کے اعتماد کے باوجود اس وقت راہل گاندھی نہ پارٹی کے صدر ہیں اور نہ پارلیامنٹ میں حزب مخالف کے لیڈر، یہ صورت حال خود راہل گاندھی کی ضد کی وجہ سے بنی ہے، لیکن اعتماد اور محبت کرنے والوں کی اپنی عینک ہوتی ہے، وہ تو اسی سے دیکھا کرتے ہیں، پارٹی میں جمہوریت کے نام پر عوام کی محبت کا سودا نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ایک اچھی بات ہے کہ پارٹی نے سونیا گاندھی کی قیادت میں شکست کے اسباب وعلل کا تجزیہ شروع کر دیا ہے، ''منتھن'' کا یہ عمل چلتا رہے گا، لیکن ''منتھن'' تو ہزیمت کے اسباب کی تلاش کا نام ہے۔ ''منتھن'' علاج کا نام نہیں ہے، جب کہ شکست کے اسباب کا جائزہ لے کر ان اسباب کو دور کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

نتائج کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ تلنگانہ میں جیت کے باوجود بھاجپا ایک سیٹ سے نو سیٹ پر پہونچ گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جنوبی ہند میں بھی ہندتوا نے اپنے پاؤں پھیلانے شروع کر دیے ہیں، ایم آئی ایم کے علاوہ کسی پارٹی سے کوئی مسلمان جیت کر نہیں آ سکا ہے، کانگریس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، بلکہ کانگریس کے سبھی چھ مسلم امیدوار اپنی جیت درج نہیں کرا سکے، مدھیہ پردیش میں بھی دو ہی مسلمان آ سکے۔ مسلمانوں میں رائے دینے کے انتشار کی وجہ سے یہ نوبت آئی، مسلم قائدین کو اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہیے۔

انتخاب کے اس غیر متوقع نتیجہ کی وجہ سے عظیم اتحاد "انڈیا کے مستقبل پر بھی سوالات کھڑے ہو گیے ہیں اس کی 6 دسمبر کی میٹنگ ملتوی ہو گئی کیونکہ نتیش بیمار پڑ گیے۔ اکھلیش کو شرکت کے لیے فرصت نہیں تھی۔ ممتا بنرجی کے رشتہ دار کی شادی تھی۔ اسوجہ کر میٹنگ ملتوی ہوئی۔ کانگریس کے رویہ سے نتیش اس قدر دکھی ہیں کہ وہ آئندہ ہونے والی میٹنگ میں شاید نہ جائیں جس کا اظہار بھی انہوں نے ابھی سے کر دیا ہے۔ اس شکست کہ بعد کانگریس کی ہیکری تھوڑی کم ہوئی ہے۔ اب شاید زیادہ سیٹوں پر اپنے امیدوار کھڑے کرنے کا مطالبہ ترک کر کے آپسی تال میل بنانے میں وہ کامیاب ہو جائے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو 2024 میں پارلیمنٹ کا نقشہ بدل سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

**یادوں کے چراغ** ✍: مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

# حضرت مولانا ابرارالحق صاحب حقیؒ

عالم اسلام کے مشہور بزرگ، روحانی پیشوا، داعی قرآن وسنت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی بھی محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب نے 9 ربیع الثانی 1426ھ کی شب 16 مئی 2006ء کو تقریباً نو بجے ہردوئی میں داعی اجل کو لبیک کہا، ان کی عمر نوے سال تھی، اس طرح تزکیہ وتربیت کے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، ایک ایسا عہد جو سلوک وتصوف تعلیم وتربیت کے اعتبار سے زریں عہد تھا۔

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب قدس سرہ سے میری پہلی ملاقات دور طالب علمی میں ہوئی تھی، ملاقات کیا؟ کہنا چاہئے کہ میں نے دیکھا تھا، مجلس میں بیٹھا تھا، میں ان دنوں دارالعلوم مئو کا طالب علم تھا مدرسہ بیت العلوم سرائے میر ضلع اعظم گڑھ میں جلسہ تھا، بڑے بڑے علماء اور اکابر کے آنے کی خبر تھی، یاد پڑتا ہے کہ مولانا نظیر عالم ندوی بن مولانا سید محمد شمس الحق صاحبؒ استاذ مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ان دنوں وہیں زیر تعلیم تھے، ان کے خطوط میرے پاس آتے رہتے تھے، اس لئے جلسہ کے بہانے مدرسہ بیت العلوم پہنچا، تقریر کیا ہوئی تھی؟ اب تو وہ یاد نہیں حضرت مولانا کے حوالہ سے بس اتنی سی بات یاد ہے کہ جب اذان کا وقت ہوا اور موذن نے اذان دی تو آپ بہت خفا ہوئے، ہم جیسوں کے لیے خفگی کی وجہ نا معلوم تھی، بعد میں لوگوں نے بتایا کہ حضرت کلمات اذان میں بے جا کھینچ تان کو پسند نہیں کرتے، بلکہ کھینچنے کی جو حد حروف مدہ اور غیر مدہ میں متعین ہے اس کی پابندی پر اصرار کرتے ہیں اور راگ سے جو اذان دی جاتی ہے اسے خلاف سنت قرار دیتے ہیں اور یہی خفگی کی وجہ ہے، ہندوستان کی جتنی مسجدوں میں اس وقت تک اذان سننے کا موقع ملا تھا اس میں ہر جگہ کھینچ تان کا ہی طریقہ رائج تھا۔ اس لئے یہ بات عجیب وغریب لگی ہم نے حیرت کے کانوں سے سنا، اور دل پر ان کے متبع سنت کا ایک نقش قائم ہوا، حضرت کی بات عقلی اور نقلی طور بھی صحیح معلوم ہوئی۔

پھر زمانہ گزر گیا، میں دارالعلوم دیوبند چلا گیا، پھر وہاں سے لوٹ کر درس و تدریس میں لگ گیا۔ حضرت کے خدام اور خلفاء سے ملاقاتیں ہوتی رہیں ان کی شفقت ومحبت سے بہرہ ور رہا خصوصاً حضرت مولانا عبدالمنان صاحب بانی وناظم مدرسہ امدادیہ اشرفیہ راجوپٹی ضلع سیتامڑھی سے بار بار ملاقات رہی، اور ان کی توجہات نے دل ودماغ میں ایک مقام بنالیا۔

غالباً 1995ء میں میرا سفر عمرہ کا ہوا، حضرت بھی مکۃ المکرمہ میں مقیم تھے، اور بعد نماز عصر مجلس لگا کرتی تھی۔ کئی روز حاضری ہوئی، چپکے سے پیچھے بیٹھ جاتا، گفتگو سنتا، دل ودماغ منور ہوتے اور خاموشی سے اٹھ کر چلا آتا، کبھی اپنے کو متعارف کرنے کا خیال نہیں آیا، بزرگوں کی مجلس میں بولنے کی عادت بھی نہیں رہی، اور نہ کبھی ضرورت محسوس ہوئی، سو ہر مجلس میں چپ چپ سا ہی بیٹھا رہا کبھی لب کھولنے کی نوبت نہیں آئی۔

حضرت سے آخری ملاقات ممبئی میں ہوئی تھی سلیم بھائی مرحوم اور اشفاق بھائی کی دعوت پر مکاتب کے جائزہ پروگرام میں شرکت کے لئے میری حاضری ہوئی تھی، میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں تھا اور وہیں سے جانا ہوا تھا۔ امارت شرعیہ کی نمائندگی مفتی سہیل احمد قاسمی کررہے تھے، اس پورے پروگرام کا تاریخی لمحہ وہ تھا، جب حضرت مولانا وہیل چیئر پر خطاب کے لئے تشریف لائے طویل بیماری سے اٹھے تھے، اس لئے جسم پر فطری ضعف ونقاہت کا غلبہ تھا۔ اس کے باوجود آدھے گھنٹے سے زیادہ آپ نے خطاب کیا۔ قرآن کریم صحت کے ساتھ پڑھا اور پڑھایا جائے، اس کے وہ بڑے محرک اور داعی تھے، اسی نسبت سے تفصیلی خطاب ہوا، پوری تقریر تو یاد نہیں رہی، بس اتنا یاد ہے کہ حضرت نے بڑے سوز وکرب کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ آج مدارس والے مالی بحران کا شکوہ کرتے ہیں، میرے پاس بھی بڑی تعداد میں ایسے لوگ آتے ہیں، جب بھی میرے سامنے یہ تذکرہ آتا ہے تو معاً یہ خیال آتا ہے کہ وہاں قرآن کریم کی تعلیم صحت کے ساتھ نہیں ہو پارہی ہے، قرآن کریم پر محنت کیا جائے اور اسے صحت کے ساتھ پڑھایا جائے، اور پڑھا جائے تو ادارہ میں مالی بحران نہیں ہوسکتا، آپ نے فرمایا کہ برسوں میں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اس تجربہ کی بنیاد پر آپ کے سامنے بڑے اعتماد سے یہ کہہ رہا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا نے اسے اپنی زندگی کا مشن بنالیا تھا، آج نورانی قاعدہ کے ذریعہ تصحیح قرآن کی جو ملک گیر تحریک چل رہی ہے، اور جگہ جگہ مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے ذریعہ جو کیمپ لگائے جارہے ہیں اور جہاں کثیر تعداد میں معلمین تربیت کے لئے حاضر ہوتے ہیں، یہ سب اسی شمع فروزاں کی دین ہے، چراغ سے چراغ جلتے گئے، اور روشنی پھیلتی گئی، پہلے یہ حضرت مولانا کی آواز تھی، اور اب پورے ملک کے خدام قرآن کی آواز بن گئی ہے۔

مولانا کو محی السنہ کہا جاتا ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت تھانوی کے مے خانہ کے اس درویش پر یہ لفظ سب سے زیادہ صادق آتا ہے، الفاظ کی معنویت صد فی صد دیکھنا ہو تو محی السنہ کی حیثیت سے حضرت کی ذات گرامی کو دیکھنا چاہئے، ہر کام میں سنت کا اس قدر اہتمام میری نگاہ میں کسی اور کے یہاں دیکھنے کو نہیں ملا۔ حضرت مولانا فطرتاً نفاست پسند تھے، یہ نفاست، لباس، وضع قطع، چال ڈھال ہی میں نہیں مسجد ومدرستہ کی تعمیرات تک میں نظر آتی ہے، وہ شعائر اسلام کو خوبصورت دیکھنا پسند کرتے تھے، علماء کی قدر دانی ان کی فطرت تھی، ظاہری وضع قطع پر بھی خاصہ دھیان دیتے تھے، اصول کی شدت کیساتھ پابندی حضرت تھانوی کے یہاں سے ورثہ میں ملی تھی، پوری زندگی اسے برتتے رہے، اصول کی پابندی میں جو سہولت ہوتی ہے، اسے وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں، جنہوں نے اس کا مزہ چکھا ہے، کچھ لوگ اس شدت پسندی پر اعتراض کیا کرتے ہیں لیکن جس نے اس کا مزہ ہی نہ چکھا ہو اس کی تعریف کیا، تنقید کیا؟ حضرت شاہ صاحب کی ایک بڑی خصوصیت وقت کی پابندی تھی، کس وقت کون سا کام کرنا ہے؟ کس سے ملنا ہے اور کب ملنا ہے، سارے اوقات منضبط تھے، اس پابندی سے وقت کی حفاظت ہوتی تھی، اور اسی وجہ سے ان کے وقت میں بڑی برکت تھی، وہ تواضع اور انکساری کے پتلا تھے، ان کے تقوی کی قسمیں کھائی جاتی تھیں، اور وہ مدح وذم سے بے نیاز اپنے کام میں مشغول رہتے تھے، انہیں نہ ستائش کی تمنا تھی نہ صلے کی پرواہ، انہوں نے خدا کی رضا کو اپنا مقصد بنالیا تھا اور یہ مقصد سارے امور پر حاوی ہوگیا تھا۔

بہر کیف ہر نفس کو آخر فنا ہے حضرت مولانا بھی چلے گئے، ہمارے لئے اتباع سنت، قرآن کریم صحت کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کی تحریک چھوڑ گئے، ایک اور چیز جس پر حضرت شاہ صاحب زور دیتے تھے وہ نہی عن المنکر ہے، فرماتے تھے امر بالمعروف کی تحریک تو چل پڑی ہے تبلیغی جماعت اس کام کو اچھے سے کررہی ہے ضرورت ہے کہ نہی عن المنکر کو بھی تحریکی طور پر شروع کیا جائے، اور منکرات سے بچنے کا مزاج بنایا جائے، اللہ کرے ہم ان کاموں کی طرف توجہ دے سکیں، یہی حضرت شاہ صاحب کو بہترین خراج عقیدت ہوگا۔

**کتابوں کی دنیا** ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

## ایک مبارک سفر

مولانا محمد نصیرالدین مظاہری دفتر نظامت امارت شرعیہ کی کئی کتابیں طباعت کے مراحل سے گذر چکی ہیں، لیکن انہوں نے اس کتاب میں جس مبارک سفر کی تفصیل بیان کی ہے، اس کی بات ہی کچھ اور ہے، ان میں مشاہدات کی کثرت، جذبات کی وارفتگی اور احساس کی شدت نے اس تحریر کو جو پاکیزگی وتقدس عطا کی ہے، اس کی مثال خود مولانا کی دوسری تحریروں میں نہیں ملتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ حرمین شریفین کی عظمت اور پاکیزگی کی مثال دوسری جگہ مل ہی نہیں سکتی۔

عمرہ، حج وزیارت کے سفر پر سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں ڈاکٹر کلیم عاجز صاحب کا سفرنامہ ''یہاں سے کعبہ کعبہ سے مدینہ'' عبدالخالق خلیق کا سفرنامہ ''حاضری'' محمود شام کا سفرنامہ ''رحمان کے مہمان'' مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا سفرنامہ ''سفر حجاز،، عبداللہ ملک کا سفرنامہ ''حدیث دل'' اور ممتاز مفتی کا سفرنامہ ''لبیک'' کو بڑی مقبولیت ملی خود میرا بھی حج و زیارت پر مشتمل سفرنامہ'' ''یہ سفر قبول کرلے'' کے نام سے مطبوعہ شکل میں موجود ہے جس میں 2019 میں مع اہل خانہ سفر حج کی روداد بیان کی گئی ہے۔

سفرناموں کی معلوم تاریخ کے مطابق اردو زبان میں پہلا سفرنامہ اس موضوع پر رفیع الدین فاروقی مرادآبادی نے ''سفرنامہ حجاز'' کے نام سے 1786 میں لکھا تھا، اس کے بعد نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کی ''سراج منیر'' 1814 میں آئی، نواب سکندر بیگم بھوپالی نے ''حج مکہ'' 1870 میں لکھی ان مصنفین کو اس حوالہ سے سبقت حاصل ہے، پھر حج وزیارت پر سفرنامہ لکھنا ایک روایت بن گئی، جس کو بھی لکھنا آتا ہے، اس نے واپسی پر اپنے احساسات قلم بند کردیے، البتہ قدیم سفرناموں میں بحری جہاز 'قلی' ٹکٹ اور اس پر خرچ کی جانے والی رقم آمدورفت کے لیے مستعمل وسائل کا تذکرہ اور معلمین کی بے اعتنائی کا شکوہ ہوتا تھا، دور جدید کے سفرناموں میں یہ چیزیں نہیں ملتیں، قلی کی جگہ 'ایجنٹ اور ٹور کمپنیوں نے لے لیا ہے اور اب ان کی وعدہ خلافی، سہولتوں کے فقدان اور ضروریات کی فراہمی میں آنا کانی کی روداد لکھی جارہی ہے لکھنے کا یہ سلسلہ تیزی سے آج بھی جاری ہے۔

اس کثرت سے اس موضوع پر کتابوں کی موجودگی کے باوجود مولانا محمد نصیرالدین مظاہری کے اس سفرنامہ کو تحصیل حاصل اور سفرناموں میں محض ایک کتاب کا اضافہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ ہر ایک کے احساسات، جذبات وخیالات الگ الگ ہوتے ہیں، ان کے مشاہدات اور تأثرات کی جلوہ سامانی بھی الگ ہوتی ہے، کہنا چاہیے کہ ''ہر گل را رنگ وبوئے دیگر است'' کے مصداق یہ سفرنامے قارئین کو الگ الگ جذبات جذبات سے واقف کراتے ہیں ان سفرناموں سے بقدر ظرف ہر آدمی استفادہ کرسکتا ہے، اور کچھ نہیں تو اپنے لیے اور مولانا محمد نصیر الدین مظاہری کے لیے بار بار حرمین شریفین پہونچنے کی دعاء تو کر ہی سکتا ہے۔

اس کتاب کو جذبات وکیفیات کے حوالے سے ہی مطالعہ میں رکھنا چاہیے اس میں تاریخی حقائق اور احادیث میں درج فضائل کی تلاش نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ اس مقصد سے یہ کتاب لکھی ہی نہیں گئی ہے۔ اس کتاب کا موازنہ قدیم اہل قلم کی کتابوں سے کرنا اور تنقید کی کسوٹی پر پرکھنا انتہائی زیادتی ہوگی۔

فیضان شعیب ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ محلّہ انصار نگر نوادہ نے اسے شائع کیا ہے۔ ملنے کے پتے میں مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ۔801505، دارالعلوم رحمانیہ ملت کالونی بھدونی شریف نوادہ، الفلاح تعلیمی وسماجی فاو؟ نڈیشن دھنبا دجھارکھنڈ، دفتر تعلیمی ومشاورتی کمیٹی امارت شرعیہ انصار نگر نوادہ، قمر بک سنٹر عظمت نگر مردہ ٹولی نوادہ بہار، نور اردو لائبریری، حسن پور گنگھٹی بکساما ویشالی 844122 اور الھدی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ آشیانہ کالونی روڈ نمبر 6 باغملی حاجی پور درج ہے۔ خواہش مند حضرات درج پتہ میں سے کہیں سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ مصنف سے رابطہ کرنے کے بعد مفت میں بھی کتاب مل سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

# حکایات اہل دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

**ضیافت کے بدلے ایمان کی دولت:** نبوت کے مکی دور میں ام معبدؓ ایک نیک اور پارسا خاتون گذری ہیں، جنہوں نے مسافروں کی ضیافت کے لئے ایک شاہراہ پر خیمہ ڈال رکھا تھا تا کہ اس راستے سے آنے جانے مسافروں کی ضیافت اور خدمت کا موقع ملے جو عرب کے رہنے والوں کی خاصیت رہی ہے، محمد عربیؐ کے سفر ہجرت کے دوران جبکہ غار ثور سے آپ مدینہ منورہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے، اسی ام معبدؓ کے خیمہ پر آپ کا گزر ہوا، جس میں آپ کے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے، اس وقت قحط سالی کا زمانہ چل رہا تھا، اس لئے وہاں کوئی ایسی چیز برائے ضیافت موجود نہیں تھی جس کو ام معبدؓ بطور ضیافت آپؐ کے شایان شان پیش فرماتی، آپؐ نے اس صورتحال کو محسوس کرلیا، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیمہ کے اندر جو بکری ہے، اس کا دودھ مل جائے تو مہربانی ہوگی، اس پر ام معبدؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس بکری کا حال یہ ہے کہ چونکہ یہ بکری بیکار بھی ہے اور بیمار بھی، اس لئے میرے خاوند اس بکری کو چھوڑ کر ساری بکریوں کو چرانے گئے ہیں، شام میں آتے وقت اس کے لئے چارہ لے آتے ہیں اور اسی پر اس کا گذرہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب فرمانے پر ام معبدؓ نے وہ بکری آپ کو خوشی خوشی دے دی کہ آپ اس کا دودھ دوہ لیں، آپؐ نے ازخود ایک بڑے برتن میں بکری کا دودھ دوہنا شروع فرمایا، جیسے ہی آپ نے بسم اللہ پڑھ کر دوہنا شروع فرمایا، اللہ نے دودھ کا گویا چشمہ جاری فرمادیا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعداد معجزوں میں سے ایک معجزہ تھا، پہلے برتن بھرا تو ام معبدؓ اور دوسرے لوگوں نے سیر ہوکر پیا، دوسرا پیالہ صدیق اکبرؓ نے پیا اور تیسرا پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نوش فرمایا، اس کے بعد پیالہ بھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبدؓ کو دے دیا کہ بعد میں استعمال کرلینا، ام معبدؓ نے یہ ماجرہ دیکھا اور بہت دیر تک دیکھتی رہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی اور روانگی کے موقع پر ام معبدؓ بہت دور تک آپ کو دیکھتی رہیں، شام کو جب ابومعبدؓ بکریاں چرا کر واپس تشریف لائے تو ام معبدؓ نے سارا ماجرا کہہ سنایا، ابومعبدؓ نے خیمہ میں ایک عجیب وغریب قسم کی خوشبو محسوس کی جو کہ حضورؐ کے تشریف لانے کے باعث خیمہ میں بس گئی تھی۔

ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی    کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

ابومعبدؓ نے کہا کہ یہ قریش کے عظیم شخص معلوم ہوتے ہیں جن کی مجھے کئی دنوں سے تلاش تھا اور میں ان سے ملاقات کا خواہشمند تھا، ہمیں ان سے چل کر ملنا چاہئے اور ان دونوں نے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات فرمائی اور اس طرح اللہ نے اپنے ان بندوں کو ضیافت کے بدلے ایمان کی دولت عطا فرمائی۔ "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ"

**فضول کاموں میں وقت نہ لگایئے:** ہارون رشید کے دربار میں ایک شخص حاضر ہوا، وہاں اس نے ایک تماشہ دکھانے کی اجازت حاصل کی اور صحن کے بیچوں بیچ ایک سوئی گاڑ دی اور پھر کچھ فاصلے پر جاکر اس نے ایک سوئی پہلی سوئی کی طرف پھینکی، یہ سوئی سیدھی گڑی ہوئی سوئی کے ناکے میں چلی گئی، لوگ عش عش کر اٹھے، ہارون رشید نے حکم دیا کہ اس شخص کو ایک دینار انعام دیا جائے اور دس دُرّے مارے جائیں، انعام کی وجہ اس کی ذہانت اور مشاقی ہے اور سزا کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنا ذہن اور وقت ایسے فضول کام میں صرف کیا۔

**لطیف شکایت اور اس کا حکیمانہ ازالہ:** امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: امیر المومنین! میرے شوہر جیسا نیک آدمی شاید دنیا میں کوئی نہیں، وہ دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں" یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئی۔

حضرت عمرؓ اس کی بات کا منشا پوری طرح نہ سمجھ پائے اور فرمایا: "اللہ تمہیں برکت دے اور تمہاری مغفرت کرے، نیک عورتیں اپنے شوہر کی ایسی ہی تعریف کرتی ہیں"۔

عورت نے یہ جملہ سنا کچھ دیر جھجکی، رُکی اور پھر واپس جانے کے لئے کھڑی ہوگئی، کعب بن سوارؓ بھی موجود تھے، انہوں نے عورت کو واپس جاتے دیکھا تو حضرت عمرؓ سے کہا: "امیر المومنین! آپ اس کی بات نہیں سمجھے، وہ اپنے شوہر کی تعریف نہیں، شکایت کرنے آئی تھی، اس کا شوہر جوشِ عبادت میں زوجیت کے پورے حقوق ادا نہیں کرتا"۔

"اچھا یہ بات ہے" حضرت عمرؓ نے فرمایا "بلاؤ اسے!" وہ عورت پھر واپس آئی، اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی حضرت کعب بن سوارؓ کا خیال صحیح تھا، حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ "اب تم ہی اس کا فیصلہ کرو"۔

امیر المومنین! آپ کی موجودگی میں کیسے فیصلہ کروں؟" حضرت کعبؓ نے کہا: "ہاں! تم نے ہی اس کی شکایت کو سمجھا تم ہی اس کا ازالہ کرو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اس پر حضرت کعبؓ نے کہا: "امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، اگر کوئی شخص اس اجازت پر عمل کرتے ہوئے چار شادیاں کرے تو بھی ہر بیوی کے حصے میں چار میں سے ایک دن ایک رات آتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر چوتھا دن رات ایک بیوی کا حق ہے، لہٰذا آپ فیصلہ دیجئے کہ اس عورت کا شوہر تین دن عبادت کرسکتا ہے، لیکن چوتھا دن لازماً اسے اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا چاہئے"۔ یہ فیصلہ سن کر حضرت عمرؓ پھڑک اٹھے اور فرمایا: یہ فیصلہ تمہاری پہلی فہم وفراست سے بھی زیادہ عجیب ہے"۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ کو بصرہ کا قاضی بنادیا۔ (ابن عبدالبرؒ الاستیعاب تحت الاصابہ: ۲۸۶/۳، مطبوعہ مصطفیٰ محمد مصر ۱۳۵۸ھ)

**مرزا صاحبؒ کی نازک مزاجی:** حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی محبوبیت کی یہ شان تھی کہ جس سے آپ کو ایذا پہونچی یا کچھ ناگواری پیش آئی تو اس پر کچھ نہ کچھ ضرور وبال آتا، اسی لئے آخر میں آپ نے لوگوں سے ملنا بالکل ترک کردیا تھا، بعض خدام نے عرض کیا کہ حضرت لوگ بہت شوق سے زیارت کو آتے ہیں اور محروم ہوکر رنجیدہ واپس چلے جاتے ہیں تو فرمایا میں کیا کروں لوگ بدتمیزی بہت کرتے ہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ شاہ دہلی آپ کی زیارت کو حاضر ہوئے اتفاق سے بادشاہ کو پیاس لگی، اس وقت کوئی خادم موجود نہ تھا، بادشاہ نے خود اٹھ کر صراحی سے پانی پیا اور پانی پی کر حضرت سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کوئی خدمت گار جناب کے لئے بھیجدوں، مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ بس معاف کیجئے، وہ خدمت گار بھی آپ ہی جیسا ہوگا آپ کو خود تو تمیز ہے ہی نہیں، پانی پیکر کٹورا ٹیڑھا رکھ دیا جس سے میرے سر میں درد ہوگیا۔

اور سنئے ایک دفعہ ایک صبح کو جو مجلس میں بیٹھے تو آنکھیں سُرخ تھیں، خدام نے وجہ پوچھی، فرمایا کہ سردی کی وجہ سے نیند نہیں آئی مجلس میں ایک بڑھیا بھی موجود تھی، اس نے پکار کر کہا کہ بھائیو! حضرت کے لئے دولائی کا انتظام میں کروں گی اور لوگ فکر نہ کریں، چنانچہ اس نے اسی روز دولائی تیار کی اور عشاء کے بعد تیار کر کے لائی، مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے اوپر ڈالدو وہ ڈال کر چلی گئی صبح کو جو اٹھے تو آنکھیں پھر سرخ تھیں، خدام نے پوچھا کہ کیا آج بھی سردی لگی، فرمایا سردی تو نہیں لگی، مگر لحاف کی سلائی ٹیڑھی تھی، اس وجہ سے طبیعت کو الجھن رہی اور نیند نہیں آئی، بھلا رات کو اندھیرے میں ٹیڑھے ہونے کا احساس یہ بجز مرزا صاحبؒ جیسے لطیف المزاج کے کسی کو ہوسکتا ہے؟

**تفقہ بھی عجیب چیز ہے:** امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا کہ میں نے گھر میں روپیہ دفن کیا تھا مگر اب یاد نہیں آتا، بہت پریشان ہوں، سارے گھر کو کھودوں تو اس میں مشقت ہے، کوئی تدبیر بتلایئے کہ یاد آجائے، امام صاحب نے اول تو انکار کیا کہ بھائی یہ تو کوئی شرعی مسئلہ نہیں جس میں جواب دوں، مگر اس شخص نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج رات کو یہ نیت کرلو کہ جب تک یاد نہ آئے گا اس وقت تک نفلیں ہی بڑھتا رہوں گا، چاہے صبح کیوں نہ ہو جائے، ان شاء اللہ یاد آجائے گا، چنانچہ اس نے اسی نیت سے نماز شروع کی دوسری ہی رکعت میں یاد آگیا اور جلدی سے سلام پھیر کر روپیہ نکال لیا، صبح کو امام صاحب سے واقعہ بیان کیا کہ حضرت مجھے تو روپیہ نکال لیا، صبح کو امام صاحب سے واقعہ بیان کیا کہ حضرت مجھے تو دوسری رکعت میں یاد آگیا کچھ زیادہ نفلیں بھی نہیں پڑھنا پڑیں، فرمایا یہ شیطان نے بھلایا تھا یہ اس کو کب گوارہ تھا کہ تم رات بھر نماز پڑھو اس لئے اس نے جلدی یاد دلادیا، مگر تم کو چاہئے تھا کہ اس کے بعد بطور شکر یہ کے شیطان کو ذلیل کرنے کے لئے تمام رات نماز پڑھتے رہتے اور جو سہو طبعی ہو اس کا یہ علاج نہیں۔

فائدہ:۔ واقعی تفقہ بھی عجیب چیز ہے کسی کا بڑا پاکیزہ شعر ہے۔

فان فقیها واحدا متورعا    اشد علی الشیطان من الف عابد

شیطان کی چالوں کو عارفین خوب سمجھتے ہیں، امام صاحب نے خوب سمجھا کہ یہ جو دفن کرکے بھول گیا ہے، اس کو شیطان نے بھلایا ہے، وہ اس کو پریشان کرنا چاہتا ہے، اس لئے آپ نے یہ تدبیر بتلائی، جس سے شیطان جلدی سے بتلادے کیوں کہ اس کو نماز گوارہ نہیں، اسی لئے یہ نماز میں وساوس بہت ڈالتا ہے، دنیا بھر کی باتیں نماز میں یاد دلاتا ہے۔

**انسان کا دل دردمند ہوتا ہے:** واللہ انسان کا دل تو وہ ہے کہ کتے کی مصیبت کو بھی سہ نہیں سکتا، چہ جائے کہ مسلمانوں کی مصیبت کو، حضرت سید احمد کبیر فاطمی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے ایک حکایت لکھی ہے کہ آپ نے ایک کتے کو دیکھا کہ چلا جارہا ہے اور خارش میں مبتلا ہے، آپ کو اس کی حالت دیکھ کر رنج ہوا اور طبیب کے پاس تشریف لے گئے اور نسخہ لکھوا کر لائے اور اپنے ہاتھ سے اس کتے کے بدن پر ملی، یہاں تک کہ جب وہ بالکل تندرست ہوگیا تو آپ خوش ہوئے۔

فائدہ: کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ کوئی مجذوب ہوں گے، استغفر اللہ! یہ بڑے پایہ کے شخص ہیں۔

**وقت میں برکت:** امام غزالیؒ کی پوری عمر پر ان کی لکھی ہوئی تصانیف کو حساب سے تقسیم کیا جائے تو روزانہ سولہ جز کی تصنیف بنتی ہے جو کسی طرح سمجھ میں نہیں آتی اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے اپنی کتاب "الیواقیب والجواهر" میں فرمایا ہے کہ اس کتاب کے تین سو باب ہیں اور ہر باب کے لکھنے پر میں نے شیخ اکبر ابن عربی کی کتاب الفتوحات پوری مطالعہ کی ہے اور یہ پوری کتاب کئی ہزار صفحات کی ہے تو کتاب الیواقیت کی تصنیف میں پوری فتوحات کا مطالعہ تین سو مرتبہ ہوا، اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ کتاب میں نے تین سو دن کے اندر تصنیف کی تو گویا روزانہ فتوحات کا مطالعہ دس دفعہ ہوا جس کے صفحات دو ہزار سے کم نہیں، اس طرح کے واقعات علماء وصلحاء اور بزرگان دین کے بہت معروف ومشہور ہیں۔

فائدہ: یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وقت میں اتنی بڑی وسعت کیسے پیدا ہوجاتی ہے، جب کہ گھنٹہ ساٹھ منٹ سے کسی کا نہیں بڑھتا اور شب وروز چوبیس گھنٹے سے نہیں بڑھتے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تحقیق اس معاملہ میں یہ ہے کہ وقت کا ایک تو چول ہے جس کو سب جانتے ہیں، یہ گھنٹے منٹ اسی طول کا نام ہیں، اسی طرح وقت میں ایک عرض (چوڑائی) بھی ہوتی ہے جو عام نظروں کو نظر نہیں آتی، یہ بزرگ اس وقت کے عرض میں بڑے بڑے کام کرلیتے ہیں۔

**ناموں کی تاثیر:** امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پڑوس میں ایک رافضی نے اپنے خچروں کے نام ابوبکر اور عمر رکھا تھا، (روافض کی ایسی ذلیل حرکتیں بہت معروف ہیں) ایک روز ایک خچر نے لات مار کر اس رافضی کا پیٹ پھاڑ دیا، امام اعظمؒ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ وہ خچر ہوگا جس کا نام اس نے عمرؓ رکھا تھا، اس نام کا یہی اثر ہونا چاہئے تھا، تحقیق کی گئی تو اس کی تصدیق ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا کہ ناموں اور الفاظ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، ایک لڑکے کا نام والدین نے کلیم اللہ رکھا وہ اکثر بیمار رہتا تھا، میں نے اس کا نام بدل کر سلیم اللہ رکھا، اس وقت سے تندرست رہنے لگا کیوں کہ کلیم کے معنی معروف مجروح اور زخمی کے ہیں۔

فائدہ:۔ الفاظ اور ناموں میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے۔

Scanned with CamScanner

# خواتین کی دو بنیادی ذمہ داریاں

**حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ**

خواتین کی دو بنیادی ذمہ داریاں ہیں ایک نئی نسل کی دینی تعلیم وتربیت اوراس کے قلب و ذہن پراسلام کانقش قائم کرنا اوراس کوعمیق و مستحکم بنانا، دوسرے اسلامی تہذیب و معاشرت کی حفاظت اورنئی نسل کوغیر اسلامی تہذیب و معاشرت کے اثرات سے بچانا ہے۔ ہماری زبان ومحاورہ میں جب یہ بتانا ہوتا ہے کہ فلاں عادت، یا یقین، یا خوبی، یا کمزوری، دل ودماغ میں پیوست ہوگئی ہے، اوراب وہ نکالی نہیں جاسکتی، تو کہا جاتا ہے یہ چیز گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اورظاہر ہے کہ یہ گھٹی ماں اورگھر کی شفیق اورمربی بیبیوں کے ذریعہ ہی بچوں کوابتدائے شعور میں گھر ہی میں دی جاسکتی ہے، ماہر تعلیم وتربیت اورعلمائے نفسیات نے اس حقیقت پر بہت زوردیا ہے کہ بچہ کے ذہن کی سادہ تختی پر جوابتدائی نقوش پڑجاتے ہیں، وہ کبھی نہیں مٹتے، اورخواہ ان کومٹا ہوا سمجھ لیا جائے، لیکن درحقیقت وہ مٹتے نہیں، دب جاتے ہیں، اوروقت پراُبھرتے ہیں، اس حقیقت کوتسلیم کرلینے کے بعد ماؤں اور بچہ کی تربیت کرنے والیوں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے، جو اس سادہ تختی پرآسانی کے ساتھ مٹانہیں سکتی۔

ماؤں اور پرورش کرنے والی خواتین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو اللہ اور رسول کا نام سکھا دیں، کلمہ یاد کرادیں، اور جب وقت آئے تو نماز پڑھنا سکھا دیں، یہاں تک کہ قرآن شریف پڑھنا بھی ان کوآجائے، اوراردو پڑھنے کے قابل بھی ہوجائیں، ہندی زبان اوررسم الخط کی اس فرماں روائی کے دور میں جب لاکھوں مسلمان بچے اور بچیاں اردو کی ایک سطر پڑھنے اوراپنا نام تک لکھنے کے قابل نہیں ہوتیں، بلکہ اپنا نام زبانی بھی لینے اور بتانے کی ان میں صلاحیت نہیں ہوتی، جس کی درجنوں مثالیں، انٹرویو کی مجلسوں، اسکولوں میں داخلے اورملازمت کی درخواست دینے کے موقعہ پرسامنے آچکی ہیں، جوزیادہ تر گھروں کے اندراردو لکھنے پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہونے اوراسلامی تاریخ، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ، اہل بیت اور پیشوایانِ اسلام کے ناموں تک سے واقف کرانے کے کام سے غفلت اورسستی کا نتیجہ ہے۔

اس ضروری کام کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان بچوں کوکفروشرک سے نفرت، توحید سے محبت، اس پرفخر، اسلامی نسبت اور مسلمان ہونے اور کہلانے پرمسرت وعزت کا احساس، دین کی حمیت وغیرت، خدا کی نافرمانی، اور خدا کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق، اورشیدائیت کی حدتک محبت، گناہوں سے نفرت اورگھن، دنیاوی ترقی ہی کوزندگی کا مقصد اورکامیابی اورعروج کی دلیل سمجھنے سے حفاظت، راست گوئی کی عادت، خدمت وایثار کا شوق، خدمت خلق اوروطن دوستی کا جذبہ پیدا کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے، اور اگر یہ کام بچپن میں اورگھروں کے اندرنہیں ہوا، تو دنیا کی بڑی سے بڑی دانش گاہ اورسرکاری یا علمی پیمانہ پرکوئی تربیت گاہ نہیں کرسکتی، اوراس مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔

یہ بھی صفائی سے کہنا پڑتا ہے کہ جب تک مسلمان بچوں کوبُت پرستی اورکفروشرک سے خواہ وہ کسی بیرونی وملکی دیو مالا (MYTHOLOGY) اورنصابِ تعلیم (BOOKSTEXT) کے ذریعہ سے ہو، یا ریڈیو، ٹی وی یا لکیروں کے ذریعہ سے ہو یا خود مسلمانوں کے دین سے ناواقفیت اوردنیا اور پیشہ ورگروہوں کے اثر سے ہو، اس طرح نفرت اورگھن نہ پیدا ہو، جیسی گندی اور بدبودار چیزوں سے ہوتی ہے، توان کے ایمان کی حفاظت نہیں ہوسکتی، اوران کے صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کی ضمانت نہیں دی جاسکتی، یہ تربیت، یہ محبت ونفرت جو طبیعت کا خاصہ اورحواس خمسہ کے ساتھ ایک نیا حاسہ بن جائے۔ مسلمان گھرانوں کی میراث، اور مسلمان نسلوں کے اعتقادی ومعنوی تسلسل کا راز رہا ہے، اور جب تک یہ کام گھروں میں ماؤں اورگھر کی بڑی بہنوں اور بزرگ خواتین کے ذریعہ انجام نہیں پائے گا، بڑے سے بڑے اثردار مواعظ، موثر سے مؤثر دینی کتابیں اورمدارس دینیہ عربیہ کے لائق ترین اساتذہ کے ذریعہ بھی اس میں کامیابی حاصل ہونی مشکل ہے۔

دوسرا میدان جس میں خواتین کوامتیاز اور قیادت وراہنمائی کا شرف حاصل ہے، وہ اسلام کے تہذیبی و معاشرتی امتیاز کا باقی رکھنا، اس کا تسلسل ودوام اورغیر اسلامی تہذیبوں اورطرز معاشرت سے حفاظت کا مسئلہ ہےاس کے لئے قدرے تفصیل اورقدیم اسلامی تاریخ پرایک نظرڈالنے کی ضرورت ہے۔

اسلام کوبالکل ابتداء ہی میں ایک ایسے انوکھے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا، جس سے تاریخ میں شاید کسی مذہب کواسی درجہ میں واسطہ نہیں پڑا، جزیرۃ العرب سے نکلنے والے عرب مسلمانوں کودوایسے ترقی یافتہ تمدنوں کا سامنا کرنا پڑا جن سے بڑھ کرکسی دوسرے تمدن کا تجربہ، انسانی وتہذیبی تاریخ میں عرصہ سے نہیں کیا گیا تھا، یہ دوتمدن رومی وایرانی تمدن تھے، جوتہذیب، آرٹ، اسلامی زندگی کوسنوارنے اوراس کومنظّم کرنے، راحت وآسائش کے سامان کی فراہمی اورفراوانی میں کئی منزلیں طے کرچکے تھے، اورترقی کے آخری درجہ تک پہنچ گئے تھے، یہ تمدن اپنی تراش خراش میں بھی بڑی رعنائی رکھتے تھے، اور بڑے دل فریب تھے، آلات ووسائل، راحت ودل چسپی کے سامان، زندگی گزارنے کے بلند معیار، خانہ داری کی ترقی یافتہ طورطریق اورلباس، خوراک، اور گھروں کی زینت وآرائش کے آلات دوسائل سے ان کا تمدن مالا مال تھا۔

اس کے برخلاف عرب اپنے ابتدائی دور میں یا صحیح الفاظ میں تہذیبی طفولیت کے دور میں تھے، درحقیقت یہ تجربہ جس سے ابتدائی مسلمانوں کوگذرنا پڑا، بڑانازک تجربہ تھا، اسلام یقیناً آسمانی تعلیمات، عقائداوراخلاق عالیہ، اورآداب حسنہ سے آراستہ تھا، لیکن تہذیب ومعاشرہ کی قیادت کی باگ ڈوراس وقت رومیوں اور ایرانیوں کے ہاتھ میں تھی اس لئے اس کا امکان تھا، اورسارے قرائن بتارہے تھے کہ یہ عرب اور مسلمان جنھوں نے ایک تنگ وتاریک ماحول میں آنکھیں کھولی ہیں اورجن کے پاس بہت محدود وسائل تھے جن کی زمین دولت کے سرچشموں سے خالی ہے، ان کی زندگی خیموں اورخام ونیم خام مکانات میں گذری ہے، اور ایک طرح سے خانہ بدوشانہ زندگی کہی جاسکتی ہے، تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ عرب مجاہدین ومبلغین نے (ایرانی فتوحات کے زمانہ میں) کھانے میں چپاتیاں دیکھیں تو وہ سمجھے کہ یہ ہاتھ پونچھنے کے لئے دستی رومال ہیں، کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے کے لئے جب انہوں نے ان باریک چپاتیوں کواٹھایا تو معلوم ہوا کہ یہ تو روٹی ہے، اسی طرح جب ان کوپہلی مرتبہ کافور سے سابقہ پڑا تو وہ سمجھے کہ یہ نمک ہے، اور بعض اوقات انہوں نے اس کوآٹے کے ساتھ گوندھ دیا۔

غرض یہ کہ جب فتوحات کا دورشروع ہوا توان بادیہ نشینوں کوایک ایسے ترقی یافتہ اوردل کش تمدن سے سابقہ پڑا جس کوانہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا، اس لئے اس کا پورا امکان ہی نہیں بلکہ اس کے سب قرائن موجود تھے کہ وہ اس تمدن پر دیوانہ واراور پروانہ وارگرتے، اس کی ہرخوکواختیار کرتے اوراس پرفخر کرتے، ان کے تمدن ومعاشرت روزمرہ کی زندگی، اورخوراک وپوشاک کا معیارا تنااونچا ہوجاتا کہ اس کے حصول کے لئے ان کوحدودشریعت ہی نہیں، اپنے عُرف ورواج کے حدود سے بھی تجاوز کرنا پڑتا، وہ اس سب کوایک فیشن، ترقی پسند، بلکہ بیداری اورحقیقت پسندی کی علامت کے طورپراختیار کرتے اوراس سے وہ سب خرابیاں پیدا ہوتیں، جومادہ پرست، دنیادار، اورتمدن وترقی کی وبازدہ اقوام وممالک میں پیدا ہوتی رہی ہیں، اورتاریخ میں اس کی صدہا مثالیں ملتی ہیں، اس کے تصور کے لئے ان مشرقی ممالک واقوام کا نقشہ اوران کا طرزعمل دیکھ لینا کافی ہے، جومغربی تمدن وترقی کی نقالی کا شکار ہوئیں اوران کی خوشہ چیں بن گئیں، اور انہوں نے دینی تعلیمات واحکام، حدودشریعت اوراپنی قدیم تہذیبی روایات سے یکسرآنکھیں بندکرلیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے ان مشکل حالات پرمردوں اورعورتوں کے باہمی تعاون سے قابو پایا، اس میں بہت بڑادخل مسلمان خواتین کے ایمان ویقین، قناعت وایثار، دنیا پرآخرت کوترجیح دینے، اورصحابیات و گذشتہ صاحب ایمان وصالح مستورات کانمونہ سامنے رکھنے کا نتیجہ تھا، مردرومی وایرانی تمدن کی نقالی اوراس کے ترقی یافتہ طورطریق، طرزمعاشرت، اورزیب وزینت کے آلات وسائل کے اختیار کرنے سے کتنے ہی روکنے کی کوشش اورکتنی ہی موثر اور بلیغ تقریریں کی جاتیں اسلامی معاشرہ، رومی وایرانی تمدن اورطرز معاشرت اوراس کی نقالی سے بچ نہیں سکتا تھا۔ علماء وواعظین، حکام وسلاطین، اخلاقی احتساب کرنے والے ذمہ دار، فوجی کمانڈراورافسران بھی اسلامی معاشرہ، اسلامی شخصیت، اوراسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت نہیں کرسکتے تھے، ان خواتین کا اسلامی تشخص کی حفاظت ہی نہیں، بلکہ اسلامی وجود کے بقاء میں بھی بڑا حصہ ہے۔

اب بھی اگرکوئی طاقت مغربی تہذیب کی نقالی، اور یہی نہیں بلکہ نئی اُبھرنے والی، اورتیزی سے پھیلنے والی ہندو تہذیب کومسلم معاشرہ میں رائج اور مقبول ہونے سے بچاسکتی ہے، جو(ایک خاص دیو مالائی نظام رکھنے اور اسلامی بنیادی عقائد سے متصادم ہونے کی بناپر) زیادہ خطرناک ہے، تو وہ ہماری ان بہنوں اور مسلمان خواتین کی صحیح دینی تعلیم، ایمانی ودینی تربیت، اوراسلامی اخلاق وسیرت کودوسرے قوموں کے اخلاق وسیرت پرترجیح دینے ہی سے ممکن ہے۔

یہ حقیقت طبقہ نسواں میں دینی تعلیم واسلامی تربیت کے انتظام کی ضرورت کی ایک اہم وجہ ومحرک ہے، ہم خدا کا شکرادا کرتے ہیں کہ مدارس نسواں اور جامعۃ الصالحات، یا جامعہ نورالاسلام کے ناموں سے جوزنانہ دینی مدارس اورجامعات قائم ہورہے ہیں، وہ ان مقاصد کے حصول کے لئے ایک مؤثر دانش مندانہ اورتعمیری قدم ہے، جس سے تہذیبی ارتداد اوراس سے بڑھ کرنئی نسل کے اعتقادی انقلاب) مسلمانوں کی نئی نسل کو بچایا جا سکتا ہے، اوراس کا مقابلا کرنے کی صلاحیت پیدا کی جاسکتی ہے، اوراگراس مخلصانہ اوردانش مندانہ کوشش کا سلسلہ جاری رہا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت غیبی کی امید بھی کی جاسکتی ہے۔ وصدق اللہ العظیم :اِنْ تَنْصُرُوْ اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ) (سورۃ محمد-۷) (اے مسلمانو) اگرتم اللہ کے دین کی نصرت کروگے، تو اللہ تمہاری نصرت (مدد) فرمائے گا، اورتمہارے قدموں کوجمادے گا۔

## حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز حقانی کی رحلت

علمی حلقوں میں یہ خبرنہایت ہی غم واندوہ کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ علامہ مفتی فقیہ زماں عبدالعزیز حقانی صاحب (امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث صاحب گنج وسابق شیخ الحدیث جامعہ اصلاح المؤمنین برہیٹ صاحب گنج جھارکھنڈ بانی وسرپرست جمعیۃ الفلاح التعلیمیہ بڑاسونا کوڑ صاحب گنج جھارکھنڈ) گذشتہ 22 جولائی 2023 مغرب سے قبل 05:55 کورمس رانچی میں دوران علاج 74 سال کی عمر میں انتقال کرگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، حضرت مفتی صاحب ایک ممتاز عالم دین اورفقہ وفتاویٰ پرگہری نظررکھنے والے فقیہ تھے، ان کا امارت شرعیہ اور یہاں کے اکابر سے بڑا گہرا اورعقیدت مندانہ تعلق تھا، ان کے وصال پرامارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران اورکارکنان نے دلی صدمے کا اظہار کیا اورمفتی صاحب موصوف کے لیے دعا مغفرت کی، مفتی صاحب کی تجہیز وتکفین 23 جولائی 2023 کو 12:30 بجے ان کے آبائی وطن بڑاسونا کوڑ میں ہوئی۔ جنازہ کی نماز ان کے بڑے صاحبزادے اسلم حقانی نے پڑھائی جبکہ قرب وجوار صاحب گنج، پاکوڑ، گڈا، مرشدآباد ومغربی بنگال کے علاوہ جامتاڑا، مدھوپور، دمکا، دیوگھر علی پور، دوار، مالدہ وبیربھوم سے ایک بڑی تعداد نے بلاتفریق مسلک جنازہ میں شرکت کی جس کا انداز 40 ہزار سے زائد بتایا جارہا ہے۔ خصوصی طورپرجھارکھنڈ کی کئی بڑی علمی ومقتدر ہستیاں موجود تھیں۔ اپنے ضعف ومرض کے باوجود شیخ اشرف الحق رحمانی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ عبداللہ پور) بھی جنازہ میں شریک تھے۔ موصوف مفتی علامہ نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ محترمہ سمیت چار بیٹے چار بیٹیاں چھوڑے ہیں، مفتی صاحب بڑی بلند خوبیوں کے مالک تھے۔ رب العالمین مفتی حقانی صاحب کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت کرے، ان کے پسماندگان و رشتہ داران کوصبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین واحباب سے مفتی صاحب کے لئے دعاء کی گذارش ہے (ادارہ)

Scanned with CamScanner

# مروّجہ شادیوں میں غیر اسلامی طریقے

مولانا مفتی محمد احسان

شادی بیاہ تقریباً سبھی کے یہاں ہوتے ہیں، لیکن نکاح کی تقریبات کے موقع پر رسم و رواج کی پابندیاں کرنے کی وجہ سے جو پریشانیاں ایک شخص کو لاحق ہوتی ہیں وہ دوسرے شخص کو بھی لاحق ہوتی ہیں، لہٰذا کیوں نہ مل کر اس کا بہترین اور آسان حل تلاش کیا جائے؟

عصر حاضر کے بے ضرورت لوازمات اختیار کرنے کی وجہ سے تقریباً ہر شخص ایک اضطراب و پریشانی میں مبتلا ہے، مگر ہر شخص ان تکلیفوں کو خوشی سے برداشت کیے جارہا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی عزت عزیز ہے، خواہ غریب آدمی ہو یا امیر، آدمی چھوٹا ہو یا بڑا، ذمہ دار ہو یا غیر ذمہ دار، ہر ایک اپنی پوزیشن بنانے یا باقی رکھنے کے لیے ان تمام غیر ضروری رسوم کو اختیار کرتا ہے، جو شادیوں کا ایک جز بن چکی ہیں، معاشرہ میں سمجھدار لوگوں کی کمی نہیں، بحمد اللہ علماء، صلحاء، اتقیاء، حکماء، دانش وران قوم موجود ہیں، مگر سبھی اپنی حیثیت برقرار رکھنے کی مجبوری سمجھ کر رسم و رواج کے سامنے سپر ڈال دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام نے اس سلسلہ میں ہماری کوئی راہ نمائی نہیں کی، یا پھر تعلیمات، ہدایات موجود ہوں تو ہم ان کو اختیار کرنے سے عاجز ہیں، اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ رسوم و رواج کی قباحت، شناعت کو عمومی سطح پر اجاگر کیا جائے، تمام لوگوں کو غیر اسلامی طریقوں کے نقصانات کو خواب اچھی طرح دل و دماغ میں بٹھایا جائے، حضرت اقدس تھانویؒ نے اس سلسلہ میں بڑی زبردست کوشش کی تھی، بیانات بھی کیے اور کتابیں بھی شائع کیں، اصلاح الرسوم، بہشتی زیور، اغلاط العوام وغیرہ کتابیں اسی کی شاہ کار ہیں، فی الحال جو برائیاں پیش نظر ہیں ان میں شادی کے موقع پر سنت و شریعت کو چھوڑ دینا ہے جس کی وجہ سے ہم غضب الٰہی کے مستحق ہو رہے ہیں، ممنوعات شرعیہ، رسوم و رواج کا ارتکاب کیا جارہا ہے، اسلامی طریقے مٹ رہے ہیں، فضول خرچی، بے پردگی، غیروں کی مشابہت، اختلاط مع النساء، ویڈیو گرافی، رقص و موسیقی، نمود و نمائش، شہرت طلبی جیسے مفاسد نے اپنا دائرہ بہت وسیع کرلیا ہے، اکثر مسلم گھرانوں پر ان برائیوں کے سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام ذمہ داران قوم، خصوصاً علماء، اس سلسلہ میں قوم کو متوجہ کریں، برادری اور کمیٹیاں بنا کر سدھار کی کوشش کریں، ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ خداوند قدوس اسلام کی ناقدری کی وجہ سے ہمیں محروم کر کے دوسروں کو نواز نہ دے اور پھر وہ ہم جیسے ناقدرے نہ ہوں۔

جب رشتہ طے کریں تو کیا چیز دیکھنی چاہیے؟ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے: (۱) اس کی مالی حیثیت کو دیکھ کر، (۲) اس کے خاندان کی بلندی اور اعزاز کی وجہ سے، (۳) اس کے حسن و جمال اور خوب صورتی کو دیکھ کر، (۴) اس کی دین داری، اخلاق حمیدہ کو دیکھ کر۔ تم دین داری، اخلاق کی عمدگی کو ترجیح دو، تمہاری زندگی خوش حالی کے ساتھ گذرے گی۔'' لہٰذا آج کل لوگ مال داری کو دیکھتے ہیں، کچھ لوگ اونچے خاندان میں شادی کرنا باعث عزت سمجھتے ہیں، اکثر نوجوان، خوب صورتی پر مرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم دین داری کو اختیار کرو، اگر اپنی زندگی میں دائمی چین، سکون، راحت و اطمینان، عزت، برکت چاہتے ہو تو سیرت کو دیکھو، مال و جمال، خاندان کو نہ دیکھو۔

حسن صورت چند روزہ حسن سیرت مستقل
اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں اُس سے خوش ہوتا ہے دل

**پیغام دینے کا اسلامی طریقہ:** حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اگر نکاح کے لیے مطلوبہ لڑکی کو دیکھ سکتا ہو تو ضرور ایسا کرے۔'' چنانچہ مرد کے لیے مخطوبہ (جس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے اس) کا چہرہ ہتھیلی دیکھنا جائز ہے، یہ دونوں ستر میں نہیں ہیں۔ (شرح مسلم/ص: ج 1 / 456)

مذکورہ بالا حدیث میں یہ قید لگائی گئی ہے کہ اگر مطلوبہ لڑکی کو دیکھنا ممکن ہو تو ایسا کر لینے میں کوئی حرج نہیں، اس سے پتہ چلا کہ اگر کسی خاندان، گھرانے میں اس کو عیب سمجھا جاتا ہو یا دیکھنے دکھانے سے دوسرے نقصانات پیدا ہوتے ہوں تو پھر دوسرے قابل اعتبار طریقوں کو اختیار کرنا چاہیے، مثلاً لڑکے کی والدہ بہنیں وغیرہ جا کر دیکھ کر آئیں اور لڑکے کو پوری صورتِ حال سے آگاہ کر دیں، اس سلسلہ میں موجودہ دور میں جو قباحتیں اور برائیاں شروع ہوئی ہیں وہ قابل ترک ہیں، مثلاً لڑکی دیکھنے کے لیے درجنوں آدمی مرد و عورت گاڑیاں بھر کر جاتی ہیں، پہلے سے بذریعہ فون اطلاع کر دی جاتی ہے، زبردست ان لوگوں کے لیے خاطر داری، مہمان نوازی کا انتظام کیا جاتا ہے، لڑکی پسند آئے یا نہ آئے لڑکی والوں کا خواہ مخواہ بے حد خرچ ہوتا ہے، لہٰذا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ایک مرد و عورتیں جائیں، اپنے جانے کی زیادہ شہرت نہ کریں، جن کے یہاں پہنچیں وہ بھی زیادہ شہرت نہ کریں کہ محلّہ کی لڑکیاں عورتیں جمع ہو جائیں، اگر لڑکی پسند نہ آئی تو خواہ مخواہ کی فضیحت ہوتی ہے اور لڑکی کی دل آزاری علیحدہ رہی، لہٰذا اس سے پرہیز لازمی طور پر کیا جائے، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر کسی دوسرے نے رشتہ ڈال رکھا ہے تو وہاں رشتہ چلانا منع ہے، حدیث پاک میں ہے ''لایخطب الرجل علیٰ خطبة اخیه.'' (رواہ مشکوۃ)

**منگنی سگائی:** جب لڑکا لڑکی والوں کو اور لڑکی لڑکے والوں کو پسند آ گئی، اب ہونا تو یہ چاہیے کہ بس نکاح کی تاریخ متعین ہو جائے، ہمارے معاشرہ میں غریب ہو یا امیر، سب میں ایک رواج چل پڑا ہے کہ پہلے منگنی ہوتی ہے، جس کو حضرت تھانویؒ نے قیامت صغریٰ سے تعبیر کیا ہے، اس وقت بھی ایک مرتبہ پھر رشتہ دار جمع ہوتے ہیں، مہمان نوازی و دعوتوں کا اہتمام ہوتا ہے اور بے شمار اخراجات برداشت کیے جاتے ہیں، محلّہ والوں کو جمع کیا جاتا ہے، لڑکے والے بھی کاریں بھر کر جاتے ہیں اور مختلف قسم کے پھل کے جوڑے، دیگر اشیاء اور لڑکے کو پیسے جن کی مقدار مختلف ہوتی ہے 1100 / 5000 / 10000 یہاں تک کہ بعض جگہ پر جانے والے تمام لوگوں کو جوڑے دیے جاتے ہیں، یہ خواہ مخواہ کے خرچے ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں، فضول خرچی کے دائرہ میں آ کر ناجائز ہو جاتے ہیں، لہٰذا اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ طرفین سے پسندیدگی ہو گئی تو کسی تحریر کے ذریعہ یا معتمد حضرات کے ذریعہ نکاح کی تاریخ پہنچا دی جائے، پھر رشتہ طے ہونے اور شادی کے درمیان زیادہ وقت نہ لگایا جائے، دیکھنے میں آیا ہے کہ جب زیادہ وقت درمیان میں گذرتا ہے تو شکوے شکایتیں پیدا ہو کر رشتہ کی بات ختم ہو جاتی ہے اور جو اخراجات کیے ہیں وہ سب بے کار چلے جاتے ہیں۔

**نوتہ دینا:** بہن اپنے بھائیوں کے پاس نوتنے کے لیے جاتی ہے، شادی میں شرکت کے لیے دعوت دیتی ہے اور زیادہ سے زیادہ سامان کا مطالبہ کرتی ہے، خواہ بھائی غربت، پریشانی کی حالت میں ہوں، چاہے سودی قرضہ لینا پڑے، لیکن بہن کا مطالبہ پورا کرنا ضروری سمجھتے ہیں، سمجھ لینا چاہیے کہ اس طرح زور ڈال کر مطالبہ کرنا شریعت میں منع ہے، حدیث پاک میں ہے ''لا یحل مال امرء مسلم الا بطیّب نفسه'' کسی مسلمان کا مال بغیر خوش دلی کے جائز نہیں ہے، لیکن آج کل لڑکیوں کو میراث نہیں دی جاتی، یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے، اس سلسلہ میں بھی بہت غور و فکر کرنا چاہیے اور لڑکیوں کو میراث میں سے ان کا حق دینا چاہیے، غالباً لڑکیاں اس لیے مختلف طریقوں سے مطالبہ کرتی ہیں جب ان کا حق واجب طریقہ سے ادا نہیں کیا جاتا، لیکن یہ طریقہ شرعاً مذموم ہے۔

**کارڈ چھپوانا:** آج کل شادی بیاہ کی اطلاعات دینے کے لیے نہایت دیدہ زیب قیمتی کارڈ چھپوانے کا رواج عام بن گیا ہے، خوامخواہ اطلاعات میں ہزاروں روپیہ فضول خرچ کیا جاتا ہے، عام سادہ کارڈوں سے کام چل سکتا ہے تو ریا، نمود و نمائش کرنا عبث ہے اور قابل ترک ہے۔

**لڑکی کو مایوں بٹھانا:** گھر میں برادری اور کنبہ کی عورتیں جمع ہو کر لڑکی کو علیحدہ مکان میں بٹھا دیتی ہیں، جس کو مائیوں بٹھلانا کہتے ہیں، اس میں چند خرابیاں ہیں یہ لازمی طور پر بٹھلانا خلاف شرع ہے لڑکی کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے، گرمی، سردی اندھیرا کچھ ہو، اگر لڑکی بیمار ہو گئی تو ساری شادی دھری رہ جائے گی ایک مسلمان لڑکی کو تکلیف دینا، اس کی آزادی کو سلب کرنا اور ایذائے مسلم حرام ہے، اس کا گناہ بٹھلانے والوں کو ہوگا، اس دوران بٹنا ملا جاتا ہے، جو خلاف شرع ہے۔

**جوڑا کھولا جانا:** شادی سے تقریباً ایک ماہ قبل لڑکی والوں کی طرف سے ایک آدمی لال خط لے کر تاریخ پر مطلع کرنے کے لیے جاتا ہے، اس کی آمد پر بھی اعزا، اقرباء، محلّہ پڑوس والے جمع کیے جاتے ہیں، اس وقت بھی حسب موقع کھانا یا ناشتہ اور مٹھائی کا انتظام ہوتا ہے، جوڑا لانے والے کو انعام دیا جاتا ہے، امام صاحب یا کوئی معزز آدمی اس لال خط کو پڑھتے ہیں، اس لال خط میں 100 / روپے وغیرہ بھی رکھے جاتے ہیں، جو پڑھنے والے کو دیے جاتے ہیں، پھر جوڑا ایک طشت میں رکھ کر لوگوں کے ہاتھوں میں گھمایا جاتا ہے، یہ جوڑا کھولے جانے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، مندرجہ ذیل چند خرابیوں کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱) شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے (۲) بلاوجہ فضول خرچی کی جاتی ہے (۳) امام صاحب کو اگر خط کے پیسے بھیجنے یاد نہ رہے تو اعتراض کیا جاتا ہے (۴) جوڑے میں کوئی کمی نکل آئے تو غیبتیں، برائیاں شروع ہو جاتی ہیں (۵) جوڑا لانے والے کی حسب حیثیت اعزاز و اکرام، خاطر تواضع نہ کی گئی یا اس کو حسب منشا انعام سے نہ نوازا گیا تو شکوؤں شکایتوں کا باب کھل جاتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر یہ رسم بھی ناجائز ہے۔

## حافظ و قاری کی ضرورت

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے شعبۂ تحفیظ القرآن کے لئے جو مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے احاطہ میں چلتا ہے ایک ایسے حافظ و قاری کی ضرورت ہے جو تحفیظ القرآن کے طلبہ کو عمدگی اور صحت کے ساتھ قرآن کریم حفظ کرانے کی صلاحیت رکھتے ہوں پنج وقتہ نمازوں کی امامت اور رمضان المبارک میں امارت شرعیہ میں تراویح میں قرآن کریم سنا سکتے ہوں۔

خواہش مند حضرات اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست مع متعلقہ اسناد ۲۰ر دسمبر ۲۰۲۳ء تک ناظم مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے نام ارسال کر سکتے ہیں۔ بحالی انٹرویو کے ذریعہ ہوگی اور تنخواہ امارت شرعیہ کے مقررہ اسکیل کے مطابق دی جائے گی۔

محمد شبلی القاسمی
قائم مقام ناظم امارت شرعیہ
پھلواری شریف، پٹنہ

Scanned with CamScanner

## اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

### اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں فلسطینیوں کے حق میں پانچ قراردادیں منظور

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پناہ گزینوں کی مدد، امدادی کاموں اور اثاثوں کے تحفظ سمیت یہودی آبادکار بستیوں کے خلاف فلسطینیوں کے حق میں 5 قراردادیں منظور کرلیں، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں فلسطینی پناہ گزینوں کی مدد کے حق میں منظور ہونے والی قرارداد کے حق میں 168 مما لک ووٹ دیا جبکہ امریکہ سمیت 10 مما لک ووٹنگ کے عمل سے غیر حاضر رہے، اقوام متحدہ کی ریلیف ایجنسی کے فلسطین میں امدادی کاموں سے متعلق قرارداد کو 165 ووٹوں سے منظور کیا گیا جبکہ فلسطینی پناہ گزینوں کے اثاثوں کے تحفظ سے متعلق قرارداد کو 163 مما لک کی حمایت حاصل ہوئی فلسطینی علاقوں میں یہودی آبادکار بستیوں کے خلاف قرارداد 149 ووٹوں سے منظور سے منظور ہوئی جبکہ فلسطینیوں کے حقوق کیخلاف اسرائیلی کارروائیوں کی تحقیقات سے متعلق قرارداد کو 86 ووٹ حاصل ہوئے, فلسطینیوں کے حقوق کے خلاف اسرائیلی کارروائیوں کی تحقیقات سے متعلق قرارداد کیلئے ووٹنگ کے عمل میں 75 مما لک غیر حاضر رہے، جبکہ 12 مما لک نے قرارداد کی مخالفت میں ووٹ دیا، اس سے قبل اقوام متحدہ کے آرٹیکل 99 کا سہارا لیتے ہوئے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے سیکیورٹی کونسل کو خط لکھ کر غزہ میں جنگ بندی کا مطالبہ کیا تھا۔ انتونیو گوتریس کی جانب سے سلامتی کونسل کو لکھے گئے خط میں کہا گیا تھا کہ سلامتی کونسل غزہ میں جنگ بندی پر زور دے، غزہ کی صورتحال اس طرف بڑھ رہی ہے جہاں سے کوئی واپسی نہیں ہے، موجودہ صورتحال پر قابو نہ پایا گیا تو خطے اور عالمی امن پر اس کے سنگین اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ غزہ میں وبائی امراض پھوٹنے اور امدادی کام ناممکن ہو جانے کے خدشات ہیں، سلامتی کونسل فوری طور پر اس سنگین مسئلے کے حل پر توجہ دے۔ یاد رہے کہ اقوام متحدہ کے چارٹر کا آرٹیکل 99 یو این سیکرٹری جنرل کو اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی بھی ایسے معاملے کی جانب سلامتی کونسل کی توجہ مبذول کروائیں جس سے بین الاقوامی سطح پر امن وسلامتی کو خطرہ ہو (ایجنسی)

### ڈنمارک میں مقدس کتابوں کی توہین قابل سزا جرم قرار دی گئی، قانون منظور

ڈنمارک کی پارلیمنٹ نے ایک نئے قانون کی منظوری دی ہے جس کے تحت ملک میں کسی بھی مقدس کتاب کی بے حرمتی کو غیر قانونی فعل قرار دیا گیا ہے، یہ قانون سازی ملک میں کچھ اسلام مخالف سرگرم لوگوں کی جانب سے قرآن کی برسرعام توہین کے حالیہ سلسلے کے بعد جمعرات کے روز کی گئی جس کے سبب اسلامی ملکوں میں اس کے خلاف مظاہرے ہوئے اور اس پر غم وغصے کا اظہار کیا گیا۔ اسکینڈے نیویا کے اس ملک کو باہر کی دنیا میں ایک ایسی جگہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو دوسرے ملکوں کی ثقافتوں، مذاہب اور روایات کی توہین کرنے اور انہیں بدنام کرنے میں سہولت فراہم کرتی ہے۔ (ایجنسی)

## تعلیم وروزگار

### بی ایس ای بی نے دسویں اور انٹر کے امتحانات کی تاریخوں کا کیا اعلان، اگلے سال کا کیلنڈر بھی جاری

سال 2024 میں منعقد ہونے والے سیکنڈری، ہائر سیکنڈری اور مختلف امتحانات سے متعلق سالانہ کیلنڈر بی ایس ای بی کے چیئرمین آنند کشور نے جاری کیا، صدر آنند کشور نے کہا کہ بی ایس ای بی نے سال 2024 کا سالانہ کیلنڈر جاری کردیا ہے جس کے مطابق انٹر کے امتحان یکم فروری سے 12 فروری کے درمیان ہوں گے۔ جبکہ میٹرک کے امتحانات 15 سے 23 فروری کے درمیان ہوں گے، صدر آنند کشور نے کہا کہ STET سال میں دو بار منعقد ہونا ہے اور امتحان یکم مارچ سے 20 مارچ کے درمیان لیا جائے گا، دوسرا STET 10 ستمبر سے 30 ستمبر کے درمیان منعقد کیا جائے گا۔ ڈی ایل ایڈ کے امتحانات 6 مارچ سے 12 مارچ کے درمیان ہوں گے، کمیٹی نے دیگر امتحانات کے انعقاد کی تاریخیں بھی جاری کردیں، امتحانی کیلنڈر جاری کرنے کے فوائد کے بارے میں بات کرتے ہوئے صدر آنند کشور نے کہا کہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ لاکھوں طلباء کے پاس پیشگی معلومات ہیں اور امتحان کی تاریخوں کو لے کر کوئی الجھن نہیں ہے؛ تاکہ وہ اچھی تیاری کرسکیں۔

### سفر حج 2024 کے لئے اہم اعلان

سعودی حکومت نے حج 2024 کے لیے پروازوں کی تاریخوں کا اعلان کردیا ہے، حاجی 9 مئی 2024 سے 10 جون تک روانہ ہوں گے، حج 14 جون 2024 کو ہوگا۔ حاجیوں کی واپسی 20 جون سے 30 جولائی تک ہوگی، حج 2024 کے فارم 4 دسمبر سے 20 دسمبر 2023 تک بھرے جائیں گے، حج فارم بھرنے کے لیے درکار دستاویزات میں .1 پاسپورٹ .2 پین کارڈ .3 آدھار کارڈ .4 بینک پاس بک .5 بلڈ گروپ ٹیسٹ رپورٹ .6 تصویر (بیک گراؤنڈ سفید 3.5*3.5) حج 2024 آن لائن رجسٹریشن کھلا ہے (ایجنسی)

### 48 گھنٹے میں 100 بی پی ایس سی اساتذہ نے استعفیٰ دیا

بہار میں بی پی ایس سی سے حال ہی میں بحال کیے گئے اساتذہ کے استعفیٰ کا عمل جاری ہے، جس سے محکمہ تعلیم میں کھلبلی مچ گئی ہے، گزشتہ 48 گھنٹوں کے دوران 100 سے زائد نئے تعینات ہونے والے اساتذہ ملازمت چھوڑ چکے ہیں، سمستی پور، مظفر پور سے بیگوسرائے تک اساتذہ نے استعفیٰ دے دیا ہے، موصولہ اطلاعات کے مطابق سمستی پور ضلع میں 30 اساتذہ نے ایک ساتھ استعفیٰ دیا، انہوں نے اپنا استعفیٰ ڈی ای او کو بھجوادیا ہے، تاہم محکمہ کی جانب سے ابھی تک ان کے استعفے قبول نہیں کیے گئے، اس کے علاوہ مظفر پور میں 17 اساتذہ، بیگوسرائے میں 4 اور مدھوبنی میں ایک نئے اساتذہ نے استعفیٰ دے دیا ہے، بتایا جارہا ہے کہ بہار میں گزشتہ دو دنوں میں 100 سے زیادہ نئے تعینات اساتذہ نے نوکری چھوڑ دی ہے، مستقبل میں مزید کئی اساتذہ کے استعفوں کا بھی امکان ہے۔ ایسے میں محکمہ تعلیم کے افسران میں کھلبلی مچ گئی ہے (نیوز سروس)

## اللہ کی حاکمیت کو اپنے اوپر مسلط کرتے ہوئے خود کو حاکم بننے سے روکیں: حضرت امیر شریعت مدظلہ

**سیسئی ضلع گملا، جھارکھنڈ میں دار القضاء کا قیام، مولانا عبد الاحد قاسمی صاحب کو حضرت امیر شریعت صاحب مدظلہ نے کیا قاضی مقرر**

ایمان کے بعد نظام قضا کا قیام ایک اہم ترین فریضہ ہے؛ کیونکہ مسلمانوں کی اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے ہم سب کو مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے ہم سبھوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے، اس کلمہ کے اقرار کی وجہ سے ہم اللہ کو اللہ ماننے اور اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں؛ ان خیالات کا اظہار مفکر ملت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، سرپرست رحمانی فاؤنڈیشن اور جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ نے مؤرخہ 4 دسمبر 2023 روز سوموار کو جامع مسجد سیسئی ضلع گملا میں قیام دار القضاء کے موقع پر منعقد اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کلمہ کی وحدانیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ کلمہ گو تین طرح کے ہو سکتے ہیں (1) منافق (2) ریاکار (3) مخلص مومن ہم سب کو مومن کامل بن کر زندگی گذارنی ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ کی حاکمیت کو اپنے اوپر مسلط کیجئے اور خود کو حاکم بننے سے روکیے اور اللہ کے حکم کی تنفیذ کیجئے۔ اسی اجلاس میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مولانا عبد الاحد قاسمی صاحب کو دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ فیض الرشید سیسئی ضلع گملا کا قاضی مقرر فرمایا۔ اور حضرت امیر شریعت نے مولانا موصوف کو تلقین فرمایا کہ ہر معاملہ میں مکمل غور وفکر کریں، کسی شریف کی حمایت ان کی شرافت کی وجہ سے اور کمزور پر ظلم ان کی کمزوری کی وجہ سے نہیں کریں، ظاہری وباطنی تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور ان سے ڈرتے رہیں، مامورات کو بجالانے اور منہیات سے بچنے کی کوشش کریں۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو، حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم سب ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں زندگی بسر کر رہے ہیں؛ انہوں نے علامہ انور شاہ کشمیری کے حوالے سے فرمایا کہ بہار کے لوگ صحیح زندگی گزار رہے ہیں کیونکہ وہ ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں اپنی اجتماعی زندگی گزارتے ہیں مجھے ان کی زندگی پر فخر محسوس ہوتا ہے؛ انہوں نے سودی کاروبار کی خرابیوں پر بھی روشنی ڈالی اور کہا کہ عورتیں مہیلا منڈل کے ذریعے سودی کاروبار میں ملوث ہو رہی ہیں یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے، اس سے ہمیں اپنی عورتوں کو بچانے کی سخت ضرورت ہے، قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد انظار عالم قاسمی نے دار القضاء کی اہمیت، ضرورت اور اس کے فوائد پر تفصیلی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ دار القضاء ایک سماجی ضرورت ہے اور کورٹ کا معاون بھی ہے؛ دار القضاء میں کم وقت کے اندر انسان اپنے معاملات کو حل کرتا ہے، دار القضاء کے ذریعے کمزوروں کو جلد انصاف ملتا ہے؛ انہوں نے مزید قرآن وحدیث کی روشنی میں بڑی جامعیت کے ساتھ دار القضاء کے فوائد کو بیان کیا، قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی نے مسجد میں نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کا نکاح مسجد میں کیا اور اپنی امت کو بھی مسجد میں نکاح کرنے کا حکم دیا، مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ بحیثیت کلمہ گو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے معاملات کو دار القضاء لے جائیں اور وہاں کے فیصلے پر آمنا وصدقنا کہیں، دار القضاء کو چھوڑ کر کورٹ کچہریوں سے خود کو اور معاشرے کو بچانے کی کوشش کریں، نائب قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ مولانا مفتی سہیل اختر قاسمی صاحب نے بھی سماجی خرابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں کو کورٹ کچہری سے بچ کر دار القضاء کی طرف رجوع ہونے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ اگر آپ اپنے معاملات کو دار القضا سے حل کراتے ہیں تو آپ کا معاملہ کم وقت اور کم پیسے میں حل ہو جاتا ہے اگر آپ اپنے معاملات کورٹ اور کچہریوں کی طرف لے جاتے ہیں تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کی عزت نیلام ہوگی، پیسے برباد ہوں گے اور وقت پر آپ کو انصاف نہیں مل پائے گا، قاضی شریعت امارت شرعیہ رانچی مولانا مفتی محمد انور قاسمی قاسمی نے دار القضاء کی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ دار القضاء ایک ایسا اسلامی سینٹر ہے جہاں قرآن وحدیث کی روشنی میں لوگوں کے معاملات کو کم وقت اور کم پیسے پر حل کیا جاتا ہے، مولانا مفتی محمد شاہد قاسمی صاحب قاضی شریعت دار القضاء واسع پور دھنباد نے معاشرتی خرابیوں کو دور کرنے اور لوگوں کو دار القضاء کے ذریعے اپنے معاملات کو حل کرانے کی ترغیب دی، حضرت مولانا مفتی محمد سعود عالم صاحب قاسمی نے بھی دار القضاء کے فوائد پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے ان معاملات کے بارے میں تفصیل سے سمجھایا جو معاملات دار القضاء میں دائر ہوتے ہیں اور فرمایا کہ دار القضاء ایک سماجی ضرورت ہے ہم سب کو ہر طرح کے معاملات میں دار القضاء سے رجوع کرنے کی ضرورت ہے؛ مولانا مفتی عمر فاروق صاحب قاضی شریعت لوہردگا نے بھی کم وقت میں دار القضاء کے فوائد کو نہایت ہی جامعیت کے ساتھ پیش کیا اور لوگوں کو اپنے معاملات کے سلسلے میں دار القضاء سے رجوع کرنے کی ترغیب دیا۔ اخیر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس اختتام کو پہونچا، اجلاس کا آغاز حافظ محمد علی کی تلاوت کلام پاک اور حافظ محمد جسیم اور مفتی ابوداؤد قاسمی کی نعت خوانی سے ہوا، مولانا مفتی محمد راشد کمال صاحب قاسمی امام وخطیب جامع مسجد سیسئی نے استقبالیہ کلمات پیش کیے، انجمن فلاح المسلمین کے صدر حاجی سلمان علی نے تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا، اس موقع پر انجمن فلاح المسلمین کے صدر وسکریٹری، مدرسہ فیض الرشید کے اساتذہ اور اراکین علماء ودانشوران کیے علاوہ عوام الناس کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔


Scanned with CamScanner

# ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

## درس کومفید ومؤثر بنانے کے لئے مستقل سوچنے اورغور فکر کرتے رہنے کی ضرورت: امیر شریعت وصدر وفاق المدارس

**درس و تدریس کو مؤثر بنانے کے لئے مطالعہ ضروری: نائب امیر شریعت۔ وفاق المدارس کا بین المدارس اجتماع تعلیمی معیار کوبلند کرنے کا سبب: امتیاز کریمی۔ صلاحیت کے ساتھ صالحیت تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔قاضی انظار عالم قاسمی**

وفاق المدارس دراصل تعلیمی نظام ونصاب میں یکسانیت لانے اور تعلیمی معیار کوبلند کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ہمیں خوشی ہے کہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ کی تجویز پر مدرسہ دارالملت میں منعقد ہوا،ہم اسے اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے ہیں،ہمیں امید ہے کہ یہ بین المدارس اجتماع مدارس اسلامیہ کے معیار تعلیم کومزید بلند کرنے کا ذریعہ بنے گا،ان خیالات کا اظہار مدرسہ دارالملت رامپور سگھری بلبھدر پور میں منعقد سہ روزہ بین المدارس اجتماع مدارس اسلامیہ کےافتتاح کے موقعہ مدرسہ ھٰذا کے سکریٹری جناب امتیاز احمد کریمی ممبر بہار پبلک سروس کمیشن نے پر اپنے صدارتی خطاب میں کیا،وفاق المدارس کے پورے نظام کا تعارف کراتے ہوئے مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اس نظام کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی،انہوں نے مبادیات تدریس میں وقت کی پابندی،استحضار نیت اور تعلیم میں بچوں کی نفسیات کی رعایت پر زور دیا،عمان سے آئے ہوئے مہمان مولانا حماد کریمی ندوی نے تدریس میں تربیت کی ضرورت اورعربی زبان کوزندہ زبان کی حیثیت سے پڑھانے کی اہمیت بیان کی،اپنے خطاب میں نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد سہراب ندوی نے تربیت کے مختلف انداز اور اقسام پر تفصیلی گفتگو کی،مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ نے طلبا کی شخصیت سازی میں اساتذہ کے کردار کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ شخصی ارتقاء کی بنیاد دور طالب علمی میں ہی پڑتی ہے اور اس میں مضبوطی تلاوت کلام اللہ اور تزکیہ نفس سے پیدا ہوتی ہے،مفتی شکیل احمد قاسمی استاذ دار العلوم الاسلامیہ نے نحو وصرف کی عملی تدریس کے طریقہ سے اساتذہ کوروشناس کرایا،اجلاس کا آغاز محمد عمیر متعلم مدرسہ دارالملت کی تلاوت کلام پاک ونعت خوانی سے ہوا،مولانا نظام الدین اسامہ ندوی صدر المدرسین مدرسہ دارالملت نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا،جس میں مہمانوں کے استقبال کے ساتھ مدرسہ دارالملت کی خدمات اور وفاق المدارس کے کام کی تعریف کی،اجلاس سے مولانا عبدالقوی سابق صدر مدرس مدرسہ دارالملت،مولانا عبدالعلیم ازہری مونگیر،مولانا عبدالولی منان،قاری دلنواز کشن گنج وغیرہ نے بھی خطاب کیا۔نظامت کے فرائض مولانا صالح عمر ندوی نے انجام دیا،دوسرے دن کی پہلی مجلس کی صدارت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی،نائب امیر شریعت نے کی جب کہ چوتھی نشست کی صدارت امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی (جو وفاق المدارس کے صدر بھی ہیں) نے کی ان دونوں مجلسوں میں فقہ واصول فقہ کی عملی تدریس پر مولانا عبد العلیم ندوی،ازہری،تدریس میں وسائل کے استعمال پر،مفتی خالد حسین نیموی قاسمی،مفتی اشرف عباس قاسمی استاذ دار العلوم دیوبند نے تفسیر،اصول تفسیر،حدیث،اصول حدیث کی تدریس اور نائب امیر شریعت مولانا شمشاد رحمانی نے مطالعہ کی اہمیت اور ناظم وفاق المدارس الاسلامیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے تدریس میں مطالعہ کومشاہدہ بنانے کی ضرورت پر گفتگو کی،امیر شریعت وصدر وفاق المدارس اسلامیہ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ درس کومفید وموثر بنانے کے لئے مستقل سوچنے اورغور فکر کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔طلبہ کی ذہنی صلاحیت کوسامنے رکھ کر گفتگو کریں،انھیں درس میں شریک کریں،آسان زبان میں تعلیم دیں،فیڈ بیک لیں اور اپنی صلاحیتوں کونکھاریں تو بات جلدی سمجھ میں آئے گی،نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے کہا کہ تدریس میں مطالعہ کی غیر معمولی اہمیت ہے،اگر آپ کے ذہن ودماغ میں سبق کے سلسلے میں کچھ نہیں ہے تو آپ بچوں کو کیا پڑھائیں گے؛البتہ مطالعہ میں استیعاب اور درس میں انتخاب ہونا چاہئے یعنی مطالعہ تو پورا پورا کریں لیکن طلبا کوصرف منتخب حصہ ہی پیش کریں،مفتی خالد حسین نیموی نے کہا کہ درس کومؤثر اور طلبا کے ذہن نشیں کرنے کے لئے تدریس میں وسائل کے استعمال کی سخت ضرورت ہے اس کے لئے بلیک بورڈ وھائٹ بورڈ اٹلس اور کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال کرنا چاہئے،اس سے قبل مجلس کی صدارت وفاق المدارس کے ناظم مفتی محمد ثنا الہدی قاسمی نے اور تیسری مجلس کی صدارت مولانا اختر امام عادل بانی وناظم جامعہ ربانی منوراشریف نے کی،ان نشستوں میں مولانا حماد کریمی مسقط عمان نے عربی زبان وادب کی تدریس بحیثیت زندہ زبان اور مولانا خالد ضیاء ندوی نے عربی زبان کی تدریس کے مسائل پر گفتگو کی،ناظم وفاق المدارس اسلامیہ نے اردو،فارسی،عربی کی حروف تہجی کی شناخت اور مفرادات کے صحت کے ساتھ پڑھنے کے طریقوں پر روشنی ڈالی،مولانا اختر امام عادل نے کہا کہ علم کا اپنا مزاج ہوتا ہے اور اس کی تدریس میں اس کے مزاج کی رعایت کرنی ضروری ہے،متعلقہ طلبہ کے مزاج سے علاحدہ ہوکر مختلف طریقہ تدریس اختیار کرنا مفید مطلب نہیں؛ بلکہ مضر ثابت ہوسکتا ہے،مولانا نورالدین ندوی ازہری،استاد جامعہ رحمانی،مونگیر نے بلوم ٹیکسولوجی کا تعارف کراتے ہوئے کہا کے دراصل سیکھنے کے مرحلوں کی درجہ بندی ہے،یہ درجہ بندی معرفت،سمجھ فہم،استخدام وتطبیق،تحلیل وتجزیہ،ترکیب اور جائزہ میں منحصر ہے،ذرائع کے اعتبار سے اس کی درجہ بندی دماغی جذباتی اور جسمانی طریقوں سے کی جاسکتی ہے،مولانا حماد ندوی نے کہا کہ عربی ایک زندہ زبان ہے اور اس کوزندہ زبان کی حیثیت سے ہی پڑھایا جانا چاہئے،اس کے لئے مدارس میں عربی بول چال اور تحریر کا ماحول بنایا جانا چاہئے،پانچویں نشست کا اختتام حضرت امیر شریعت کی دعا پر ہوا جب کہ تیسری نشست کی دعا مولانا عبدالقوی سابق صدر مدرسہ دارالملت،رام پور سگھری بلبھدر پور نے کی،نعت خوانی مولانا نظر الہدی قاسمی نے کی،آخری نشست کی صدارت مولانا نظام الدین اسامہ ندوی صدر مدرس دارالملت رام پور سگھری بلبھدر پور مظفر پور نے فرمائی،انہوں نے اپنے خطاب میں اجتماع میں تشریف لانے والے اساتذہ،محاضرین،طلبہ اور مدرسہ کی انتظامیہ کا اس پروگرام کے انعقاد میں تعاون کے لئے شکریہ ادا کیا،انہوں نے وفاق المداس کے ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کو یقین دلایا کہ اس قسم کے پروگرام کی میزبانی کے لئے دارالملت اپنے وسائل کے ساتھ ہمیشہ حاضر رہے گا اور مدرسہ کے سکریٹری جناب امتیاز احمد کریمی رکن بہار پبلک سروس کمیشن کی اجازت اور تعاون سے کام کوآگے بڑھایا جائے گا،آخری نشست کی نظامت کرتے ہوئے ناظم وفاق نے بھی اس سہ روزہ تربیتی پروگرام کے کامیاب انعقاد پر دلی مسرت کا اظہار کیا اور مدرسہ کے منتظمین کا شکریہ ادا کیا،اس آخری نشست میں تین محاضرین تشریف لائے،قیمتی خطاب اور عملی تدریس کے نمونے پیش کیے،مولانا عبدالوالی منانی استاذ مدرسہ امدادیہ اشرفیہ طیب نگر راجوپٹی سیتامڑھی نے قرآن کریم کی عملی تدریس اور اذان واقامت کے سنت طریقوں پر روشنی ڈالی اور اسے کرکے دکھایا اور مدارس کے اساتذہ سے بھی اس کی تکرار کراء،امارت شرعیہ کے قاضیٔ شریعت مولانا قاضی انظار عالم نے فرمایا کہ صلاحیت کے ساتھ صالحیت طلبہ میں پیدا کرنے کے لیے ان کی اخلاقی تربیت ضروری ہے،انہوں نے ان امور کی طرف بھی توجہ دلائی،جس پر تربیت کی جانی چاہیے،محاضرہ انتہائی قیمتی اور قرآن وحدیث سے ماخوذ تھا،مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے فرمایا کہ لوگ فرائض کو بھاری سمجھتے ہیں اور سراجی کو مشکل قرار دیتے ہیں؛ حالانکہ یہ درس نظامی کی دو چار جگہوں کو چھوڑ کر انتہائی آسان کتاب ہے،طلبہ کے ذہن میں یہ بات بیٹھانی چاہیے،انہوں نے وھائٹ بورڈ کی مدد سے عملی تدریس کے طریقے بھی بتائے،امارت شرعیہ کے شعبۂ تعلیم کے مفتش مولانا منت اللہ حیدری نے اس تربیتی نظام کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی،انہوں نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا کہ وہ بڑی مستعدی سے اس کام میں مشغول رہے،مولانا قاضی انظار عالم کی رقت آمیز دعا پر یہ نشست اختتام پذیر ہوئی،اس تربیتی اجتماع میں کشن گنج،ویشالی،مظفر پور،دربھنگہ مدھوبنی،مشرقی چمپارن،سیتامڑھی اور سارن کے اٹھاسی (88) اساتذہ کرام نے شرکت کیا،مستفید ہونے والے طلبہ کی تعداد پینتالیس (45) رہی،تربیت دینے والوں میں حضرت امیر شریعت،نائب امیر شریعت،قاضی،نائب قاضی،نائب ناظم اور مفتی امارت شرعیہ کے علاوہ مولانا اختر امام عادل،مفتی خالد حسین نیموی،دارالعلوم دیوبند کے مؤقر استاذ مولانا مفتی اشرف عباس قاسمی،جامعہ رحمانی مونگیر کے مولانا مفتی نورالدین ندوی،ازہری،مولانا عبدالعلیم رحمانی ندوی ازہری،دارالعلوم الاسلامیہ کے مولانا مفتی شکیل احمد قاسمی،مولانا حماد کریمی ندوی مسقط عمان،مولانا خالد ضیاء ندوی سابق ڈائریکٹر جامعۃ الامام بخاری علی گڈھ،قاری دلنواز صاحب دلکش،مولانا عبدالوالی منانی کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں،پروگرام کوکامیاب کرنے میں بہار پبلک سروس کمیشن کے رکن جناب امتیاز احمد کریمی،دارالملت کے صدر مدرس مولانا نظام الدین اسامہ ندوی،امارت شرعیہ کے مولانا منت اللہ حیدری،سعید کریمی،مدرسہ کے اساتذہ،حافظ عتیق الرحمٰن،ماسٹر ثاقب ندیم،مولانا الطاف ندوی،طلبہ عزیز میں محمد عمیر،محمد تابش،عبدالصمد،محمد جامی وغیرہ پیش پیش رہے،شرکاء کا احساس تھا کہ اس قسم کے پروگرام کی افادیت کودیکھتے ہوئے اسے پابندی سے ہر سال کرانا چاہیے،ناظم وفاق المداس مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ اگلا تربیتی اجتماع ان شاءاللہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم العالیہ کی اجازت اور تاریخ مقرر کرنے پر مدرسہ مظفریہ آسنسول مغربی بنگال میں ان شاءاللہ ہوگا،ہماری کوشش ہوگی کہ اس نظام کو مزید مفید بنا سکیں،یہ اطلاع مولانا منت اللہ حیدری شعبۂ تعلیم امارت شرعیہ نے دی ہے۔

## اجلاس جامعہ رحمانی میں ’خطبات رحمانی‘ کا اجرا

جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے اجلاس دستار بندی کے موقع پر اپنے وقت کے معروف خطیب،عظیم قائد،مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بانی جنرل سکریٹری،حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی کے اہم خطبات پر مشتمل ’خطبات رحمانی‘ کا اجراء عمل میں آیا ہے۔یہ کتاب حافظ محمد امتیاز رحمانی کا مرتب کردہ،حضرت امیر شریعت رابع کے خطبات کا تیسرا مجموعہ ہے،ایک اور مجموعہ جناب حاجی زین العابدین کا ہے جو خطبات امیر شریعت کے نام سے ہے،اس سے قبل حافظ امتیاز رحمانی نے حضرت امیر شریعت رابع کے خطبات کے دو مجموعے مرتب کیے ہیں جو حضرت امیر شریعت آپ سے مخاطب ہیں اور نقوش تابان کے نام سے شائع ہوئے،اب یہ ان کا مرتب کردہ حضرت امیر شریعت رابع کا تیسرا مجموعہ خطبات ہے،اجلاس جامعہ رحمانی میں جامعہ رحمانی کے سرپرست اور خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں،حضرت امیر شریعت رابع کے حفید رشید حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب،حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی،خلیفہ حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ،حضرت مولانا شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نائب امیر شریعت اور دیگر مقتدر شخصیات کے ہاتھوں اس اہم مجموعہ خطبات کا اجراء ہوا۔اس موقع پر جناب مولانا شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ،جناب مولانا مفتی اظہر مظاہری،شیخ الحدیث جامعہ رحمانی،جناب مولانا عبدالسبحان رحمانی استاذ حدیث جامعہ رحمانی،جناب مولانا جمیل احمد مظاہری ناظم تعلیمات جامعہ رحمانی،جناب مولانا خالد رحمانی نائب ناظم تعلیمات جامعہ رحمانی،جناب مولانا محمد نعیم رحمانی استاذ جامعہ رحمانی،جناب مولانا رضاء الرحمٰن رحمانی استاذ جامعہ رحمانی،جناب مولانا انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ،جناب مفتی سعید الرحمٰن صدر مفتی امارت شرعیہ،جناب مولانا سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ سمیت اہم شخصیات نیز پورے ملک سے آئے ہوئے خانقاہ رحمانی کے مریدین وعقیدت منداور وابستگان جامعہ رحمانی کی ہزاروں کی تعداد موجود تھی،کتاب کے اجراء پر سرپرست جامعہ رحمانی حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے مرتب کتاب حافظ محمد امتیاز رحمانی کو دعائیں دیں اور مبارک باد پیش کی۔حافظ محمد امتیاز رحمانی نے کہا کہ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی جس طرح اپنے عہد کے بے مثل قائد،قیادت ساز شخصیت کے مالک تھے،اسی طرح صاف وشفاف زبان کے مالک بھی تھے،آپ کے خطبات رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں،اسی افادیت کے پیش نظر اس مجموعہ خطبات کومنظر عام پر لانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے،امید ہے کہ یہ مجموعہ عوام وخواص کے لیے مفید ہوگا۔اس مجموعہ میں حضرت امیر شریعت رابع کے 19 خطبات شامل ہیں جو علمی،دینی،سیاسی مسائل کا احاطہ کرتے ہیں،اس مجموعہ کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں کئی اہم اور سرکردہ شخصیات کی تقریظات شامل ہیں۔کتاب میں حضرت مولانا رابع حسنی ندوی،حضرت مولانا محمد ولی رحمانی،حضرت مولانا سالم قاسمی،حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحی،حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی،حضرت مولانا بدرالحسن قاسمی،حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی،حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن فاروقی کے گراں قدر آرا شامل ہیں۔یہ کتاب بہت مناسب قیمت پر دارالاشاعت خانقاہ رحمانی مونگیر اور مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں دستیاب ہے،مزید معلومات کے لئے 9570566488 پر رابطہ بھی کیا جاسکتا ہے،کتاب کی اشاعت پر حافظ محمد امتیاز رحمانی کو ان کے احباب،دوستوں نے مبارک باد دی اور کہا کہ بزرگوں کے نقوش کومنظر عام پر لانے کا حافظ محمد امتیاز رحمانی کو خاص ذوق ہے جو ایک ضرورت کی تکمیل ہے۔اللہ تعالیٰ اسی طرح ان سے خدمت لیتا رہے۔آمین۔

Scanned with CamScanner

# بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کا سوال

ڈاکٹر مشتاق احمد

بہار میں اسکولی تعلیم کے معیار کے متعلق اکثر طرح طرح کے سوالات اٹھتے رہے ہیں۔ بالخصوص جب بھی سرکاری ایجنسیوں یا پھر غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ اسکولی تعلیم پر مبنی رپورٹیں شائع کی جاتی رہی ہیں تو یہ خلاصہ کیا جاتا رہا ہے کہ ریاست کے اسکولوں میں روز بروز معیارِ تعلیم پست ہوتا جارہا ہے۔قومی سطح پر یہ بحث ومباحثہ بھی ہوتا رہا ہے کہ ریاست بہار کے ساتویں درجے کا طالب علم معمولی حساب بھی حل نہیں کر پاتا یا پھر کسی بھی زبان کی کتاب درستگی کے ساتھ نہیں پڑھ پاتا۔ظاہر ہے کہ اس طرح کی رپورٹوں کی وجہ سے ریاست کے سرکاری اسکولوں کے اساتذہ بھی شرمندہ ہوتے رہے ہیں اور حکومت کے لئے باعثِ فکرمندی رہی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حالیہ دہائی میں سرکاری اسکولوں کے معیار پست ہوئے ہیں لیکن صرف سرکاری اسکولوں کے ہی نہیں بلکہ نجی اسکولوں کی حالت بھی بدتر ہوئی ہے۔مگر اکثر رپورٹوں میں سرکاری اسکولوں کے معیار پر ہی سوال اٹھایا جاتا رہا ہے۔

بہرکیف!اب حکومت بہار نے سرکاری اسکولوں میں معیاری تعلیم کی ماحول سازی کیلئے کئی ٹھوس اقدام اٹھائے ہیں اور قدرے سخت بھی ہوئی ہے۔حکومت نے سرکاری اسکولوں میں اساتذہ کی کمیوں کو دور کرنے کیلئے حال ہی میں ایک ساتھ پرائمری، مڈل اور سکنڈری اسکولوں میں ایک لاکھ بیس ہزار اساتذہ کی بحالی کی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ان تمام نومنتخب اساتذہ کی اسکولوں میں پوسٹنگ سے قبل پندرہ دنوں کی ٹریننگ کرائی جارہی ہے اور اس کے بعد ہی ان کی تقرری اسکولوں میں کی جائے گی۔اب تک ریاست بہار میں بی ایڈ اور ڈی ایل ایڈ تربیت یافتہ کو سی ٹیٹ یا ایس ٹیٹ پاس کرنے کے بعد اسکول میں ملازمت مل جاتی تھی لیکن اس بار نتیش کمار نے سی ٹیٹ اور ایس ٹیٹ پاس کرنے کے بعد بھی بہار پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ مقابلہ جاتی امتحانات پاس کرنے والے امیدواروں کو ہی اسکولوں میں ملازمت دی ہے۔ دراصل حکومت کا موقف ہے کہ جب تک باصلاحیت اساتذہ کی سرکاری اسکولوں میں پوسٹنگ نہیں ہوگی اس وقت تک معیاری تعلیم کا ماحول سازگار نہیں ہوسکتا۔شاید اس لئے محکمہ تعلیم کے ایڈیشنل چیف سکریٹری کیکے پاٹھک کے ذریعہ اسکولوں میں اچانک معائنے کی رفتار تیز کی گئی ہے۔ضلع ایجوکیشن آفیسر سے لے کر محکمہ تعلیم کے سکریٹری تک اسکولوں کا دورہ کررہے ہیں اور غیر حاضر اساتذہ پر کارروائی بھی کی جارہی ہے۔حال ہی میں محکمہ تعلیم نے اسکول کے اساتذہ کیلئے خصوصی اورینٹیشن پروگرام بھی شروع کیا ہے اور ریاست کے تمام اساتذہ کو ہفت روزہ تربیتی پروگرام میں شامل ہونا لازمی کیا ہے۔ظاہر ہے کہ جب تک اساتذہ معیارِ تعلیم کے تقاضوں سے کماحقہٗ واقف نہیں ہوں گے اس وقت تک تعلیم کی تصویر نہیں بدل سکتی۔لیکن اب اسکول کے اساتذہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایماندارانہ طور پر اپنے فرائض کو انجام دیں بالخصوص بہار پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ جن اساتذہ کو نئی ملازمت ملی ہے ان سے نہ صرف حکومت کو بہت پُرامید ہے بلکہ عوام کو بھی توقع ہے کہ اب جب اسکولوں میں اساتذہ کی کمیوں کو دور کرلیا گیا ہے اور باصلاحیت اساتذہ کی بحالی ہوئی ہے تو ریاست میں تعلیمی فضا میں تبدیلی رونما ہوگی۔حکومت بہار نے ایک ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار اساتذہ کو ملازمت کا پروانہ دے کر یہ پیغام بھی دیا ہے کہ ریاست میں بی ایڈ اور ڈی ایل ایڈ پاس امیدواروں کیلئے روزگار کے دروازے واہو گئے ہیں۔حکومت نے نئی بحالی کیلئے بھی اشتہار جاری کردیا ہے اور اعلامیہ کے مطابق آخر دسمبر تک ایک لاکھ سے زائد مزید اساتذہ کی بحالی ہوگی۔حکومت کا یہ قدم قابلِ تحسین ہے کہ ریاست کے اسکول کے نظام کو مستحکم کرنے کیلئے کئی ٹھوس قدم اٹھائے جارہے ہیں۔مگر سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ جب تک نو منتخب اساتذہ اپنے فرائض کے تئیں سنجیدہ نہیں ہوں گے اور ریاست میں تعلیمی فضا کو سازگار بنانے کے تئیں فکرمند نہیں ہوں گے اس وقت تک ریاست میں اسکولوں کی تصویر نہیں بدل سکتی۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اب نومنتخب اساتذہ اپنی حسن کارکردگی اور صلاحیت کا لوہا منوائیں اور قومی سطح پر ریاست کے اسکولی معیار کو لے کر جو منفی نظریہ قائم ہوا ہے اس کو مثبت نظریے میں تبدیل کرنے کی جدو جہد میں لگ جائیں۔ کیونکہ درس وتدریس کا پیشہ محض سرکاری ملازمت کا حصول نہیں ہے بلکہ یہ پیشہ عبادت کی حیثیت رکھتا ہے۔کسی بھی ملک وقوم کی تقدیر لکھنے کی قوت صرف اور صرف اساتذہ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ بہار کے اساتذہ اپنی محنت ومشقت سے محض چند سال میں معیاری تعلیم کی مثال قائم کریں گے۔ کیونکہ حکومت بہار نے اپنا فرض پورا کردیا ہے کہ اسکولوں میں اساتذہ کا جو فقدان تھا اسے دور کردیا ہے اس لئے اب حکومت کو اساتذہ کی کمی کیلئے نشانہ بھی نہیں بنایا جاسکتا۔ بلکہ اب اساتذہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت اور عوام کے توقعات پر پورے اتریں اور ریاست میں سرکاری اسکول کے تعلق سے جو منفی فضا قائم ہوئی ہے اسے تبدیل کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کریں۔واضح ہو کہ ریاست بہار میں گزشتہ دو دہائیوں سے اسکولوں میں معاہدہ اساتذہ کی بحالی ہوتی رہی ہیں لیکن اب حکومت نے بہار پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ جن اساتذہ کی بحالی کی ہے وہ مستقل اساتذہ ہوں گے اور انہیں باضابطہ پے اسکیل پر بحال کیا گیا ہے۔ اگرچہ حکومت نے ریاست میں معاہدہ پر بحال اساتذہ کیلئے اعلامیہ جاری کیا ہے کہ ان کیلئے بھی حکومت ایک ایسی پالیسی بنارہی ہے جس کے ذریعہ انہیں بھی باضابطہ پے اسکیل دیا جائے گا بشرطیکہ انہیں ایک مقابلہ جاتی امتحان سے گزرنا ہوگا۔اگر حکومت تمام معاہدہ اساتذہ کو بھی مستقل اساتذہ کے طور پر مکمل پے اسکیل دیتی ہے تو میرے خیال میں اس قدم سے بھی اسکولی تعلیم کی فضا میں تبدیلی آئے گی۔اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے نومنتخب اساتذہ اپنی علمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کس طرح کرتے ہیں اور ریاست میں معیاری تعلیم کا پرچم بلند کرپاتے ہیں۔کیونکہ اساتذہ کی تنظیموں کے ذریعہ حکومت بہار سے مسلسل یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ معاہدہ اساتذہ کو مستقل کیا جانا ضروری ہے کہ وہ احساس کمتری کے شکار ہیں اور نفسیاتی طور پر تعلیمی فرائض کی انجام دہی میں سنجیدگی نہیں دکھا پارہے ہیں۔اب جب کہ حکومت نے ریاست میں اساتذہ بحالی کے طریقۂ کار میں تبدیلی کی ہے اور مستقل اساتذہ کی بحالی کو یقینی بنایا ہے تو اساتذہ کی تنظیموں کے سربراہوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے سرکاری اسکولوں میں معیاری تعلیم کو یقینی بنانے کیلئے تنظیمی طور پر فعال ہوں اور اساتذہ کو اپنے فرائض کے تئیں ایماندار بنائیں۔

# سچی خوشی کسی کو خوشی دینے پر ملتی ہے

شائستہ ارشد شیخ، احمد نگر

اللہ رب العالمین نے ہم انسانوں کو یہاں پر پیدا کیا،تو ہمیں کئی لوگوں سے جوڑا، کئی رشتوں کی ڈور میں ہمیں باندھا، کئی رشتے مل کر خاندان وجود میں آتا ہے،ایک سوسائٹی تشکیل پاتی ہیں، گویا کہ ہم اس سماج کا، اس سوسائٹی کا ایک حصہ ہیں، اور اس میں ہمیں ایک بہترین کردار ادا کرنا ہے، چنانچہ ہم اس سماج کو کچھ اچھا بھی دے سکتے ہیں، کچھ بڑا بھی اور کچھ نہیں بھی لیکن ہمیں اپنی ذمہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے اس سماج کو کچھ اچھا دینے کی کوشش کرنی چاہئے، جس سے کسی کا بھلا ہو سکے کوئی خوش ہو سکے،اور اسے خوش دیکھ کر ہم بھی سچی خوشی کا لطف لے سکیں۔

لہٰذا مختلف رشتوں میں، مختلف لوگوں میں رہتے ہوئے ہمیں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے، بہت کچھ بھولنا پڑتا ہے، کئی چیزوں کو پس پشت ڈال کر آگے بڑھنا ہوتا ہے،لوگوں کے لعن طعن کا ثابت قدمی سے سامنا کرنا پڑتا ہے، اور ان تمام حالات میں اپنے آپ کو اور اپنے دل کو بہت سنبھالنا پڑتا ہے، ظاہر ہے کہ ان حالات میں ہمیں کافی تکلیف ہوتی ہے، جب ہمارے کچھ اچھا کرنے پر بھی لوگ ہمیں ٹوکیں، ہمیں برا بھلا کہیں، لیکن اس وقت ہم نے اپنے آپ کو اس چیز کا احساس دلانا چاہئے، کہ لوگ صرف انہیں ہی طعنے مارتے ہیں، جن میں کچھ کرنے کی ہمت اور طاقت ہوتی ہے، جو سماج کو بدلنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، جن کے حوصلوں میں اڑان ہوتی ہے، جن میں کچھ کر دکھانے کا عزم ہوتا ہے، اس لئے اپنے عمل اور اپنی کوششوں پر کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے ، اور ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے، کہ لوگ پتھر صرف پھل دار درخت پر مارتے ہیں، ہر درخت پر پتھر نہیں مارا جاتا، اچھے کام میں کوئی ہمارا ساتھ دے یا نہ دے ہمیں صرف اور صرف اپنا کام کرتے رہنا چاہئے ، کیوں کہ روز آخرت میں ہم سے صرف ہمارے عمل کا حساب ہوگا، اوروں نے کیا کیا؟ یہ ہم سے نہیں پوچھا جائے گا، اس لئے ہمیں صرف اپنے حساب کی فکر کرتے ہوئے اپنے اعمال کو جتنی جلد ہو سکے سمیٹنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ہمیں وہ انسان بننا ہے، جس کو ہر شخص اپنی ضرورت، اپنی فکر اور اپنی پریشانیاں بے جھجک کہہ سکے، ہمیں لوگوں کے ساتھ تعلقات میں اتنی مضبوطی پیدا کرنی چاہئے کہ ہم سے ہر کوئی ملنے کی خواہش کرے، ہم سے مل کر انہیں خوشی محسوس ہو، اپنا پن محسوس ہو، ہمیں لوگوں کی خوشیوں میں ان کے غموں میں ہمیشہ شریک رہنے کی کوشش کرنی چاہئے، رہو سب کے دلوں میں ایسا کہ جو بھی ملے تمہیں اپنا سمجھے، بناؤ سب سے رشتہ ایسا کہ جو بھی لے تمہیں اپنا سمجھے، بناؤ سب سے رشتہ ایسا کہ جو بھی ملے تمہیں اپنا سمجھے، بناؤ سب سے رشتہ ایسا کی جو بھی ملے وہ پھر سے ملنے کی تمنا کرے، بہت سے لوگ مل جائیں گے اس دنیا میں، مگر بناؤ رشتہ ایسا کہ لوگ ہیں تمہیں دوست نہیں اپنا مقدر سمجھیں۔

آج کا معاشرہ اور اس میں بسنے والے لوگ انتہائی تیز رفتار زندگی جی رہے ہیں، وہ اپنی زندگیوں میں حد سے زیادہ مصروف ہو چکے ہیں، ان کے پاس اوروں کے لئے تو کیا خود اپنے لئے بھی وقت نہیں ہے، اپنے گھر والوں کے لئے وقت نہیں ہے، اپنے والدین کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے وقت نہیں ہے، لیکن وہ اس حقیقت کو اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، کہ زندگی جینے کے لئے ضرورتیں ہوتی ہیں، نہ کہ ضرورتیں پوری کرنے کے لئے زندگی، اگر ہم اپنے لئے اپنے گھر والوں کے لئے وقت نہیں نکال پارہے ہیں، اور صرف اپنے کاروبار اور دیگر کاموں میں مشغول ہیں، تو افسوس ہو اس کاروبار پر جو ہمیں ہمارے اپنوں سے دور کررہا ہے، ہمیں ہمارے فرائض سے ہماری ذمہ داریوں سے دور کررہا ہے انسان کی ضرورت صرف تین وقت کی روٹی، لباس، چھت اور روزمرہ استعمال ہونے والی چیزوں سے پوری ہو جاتی ہے، کار اگر پانچ لاکھ کی بھی ہو تو وہ وہی کام کرتی ہے، جو کوئی چالیس ۴۰ ر پچاس ۵۰ رلاکھ کی کار کرتی ہے، برانڈیڈ ڈریس بھی وہی کام کرتے ہیں جو سادے ڈریس کرتے ہیں، اس لئے میرے بھائیو اور بہنوں ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی ضرورتوں کو اپنی خواہشوں کو حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیں، کیوں کہ اگر یہ زیادہ بڑھ جائیں گی تو ہم سے زیادہ وقت اور طاقت مانگے گی، اور اگر ہم صرف اپنی ضرورتیں ہی پوری کرنے میں لگ جائیں گے، تو پھر شاید ہی ہم اپنا مستقبل اور اپنی آخرت سنوار پائیں گے۔

میرے عزیزو! جینا ہے تو اس طرح جیو، کہ لوگ ہم سے ملنے کی تمنا کریں، اس کے لئے ہمیں بہت سی چیزوں کو پس پشت ڈالنے کی ضرورت ہے لیکن اگر ہم بچی خوشی کا مزہ چکھنا چاہتے ہیں، تو یہ ہمیں کرنا ہوگا، کیوں کہ سچی خوشی پیسوں اور چیزوں کے حاصل کرکے نہیں ملتی، سچی خوشی کسی کو خوشی دینے پر ملتی ہے، اور اس کے لئے پیسوں کی ضرورت نہیں ہوتی، ہم کسی کے کام بھی اس کا ہاتھ بٹا کر سچی خوشی حاصل کرسکتے ہیں، ہمیں اس طرح کا انسان بن کر اس سماج میں کھڑا ہونا ہے اور اتنا کچھ اس سماج میں دینا ہے کہ ہمارے بعد بھی جب بھی ہمارا نام نکلے وہ بھلائی کے ساتھ نکلے۔ میرے عزیزو! جب ہم پیدا ہوئے تھے، تو ہم رو رہے تھے، اور تمام لوگ بہت خوش تھے لیکن ہمیں اس حال میں اس دنیا سے جانا ہے، کہ ہم تو بہت خوش اور مطمئن ہوں لیکن سارا سماج ہم پر روئے، کہ ہم سے ایک بہت ہی اچھا اور بہترین انسان چھن گیا، اللہ ہمیں وہ انسان بنائے جو جب تک اس دنیا میں رہے سارا سماج اس سے فائدہ حاصل کرتا رہے اور جب ہم اس دنیا سے چلے بھی جائیں تو بھی لوگ ہماری خوشبوؤں سے معطر ہوتے ہیں۔(آمین)

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

Scanned with CamScanner

# مل جل کے کرو تعمیر وطن اپنا

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

جان و مال کا تحفظ، دین و مذہب کی آزادی، عدل و انصاف کا حصول اور حق شہریت میں مساوات اور برابری، یہ انسان کے وہ بنیادی اصول ہیں جو اس کے فطری خاصہ شمار ہوتے ہیں اور تاریخ کے ہر دور میں انھیں تسلیم کیا جاتا رہا ہے، مصنف پنڈت سندر لال الہ آبادی عہد مغلیہ میں مذہبی آزادی پر گفت گو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور ان کے بعد اورنگ زیب کے تمام جانشینوں کے زمانہ میں ہندو مسلم یکساں رہتے تھے، دونوں مذاہب کی یکساں توقیر کی جاتی تھی اور مذہب کے لئے کسی کے ساتھ کسی قسم کی جانب داری نہیں برتی جاتی تھی، ہر بادشاہ کی طرف سے بے شمار مندروں کو جاگیریں اور معافیاں دی گئی تھیں آج تک ہندوستان میں متعدد ہندو مندروں کے پجاریوں کے پاس اورنگ زیب کے دستخطی فرمان موجود ہیں جن میں خیرات اور جاگیروں کے عطا کئے جانے کا تذکرہ ہے''۔ (مسلمانوں کا روشن مستقبل ص۲۴)

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مذکورہ حقوق بالخصوص آزادی مذہب یا مذہبی شعار و آثار کے ساتھ جب بھی منفی رویہ اختیار کیا گیا تو اس مذہب کے ماننے والوں نے اسے برداشت نہیں کیا ہے اور بسا اوقات یہ منفی رویہ حکومتوں میں انقلاب کا سبب بن گیا ہے، خود ہندوستان میں برطانوی حکومت کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا اہم ترین محرک ہندوؤں اور مسلمانوں کا یہ اندیشہ تھا کہ ان کے مذہب میں رخنہ اندازی کی جارہی ہے، جنگ آزادی کے مشہور مجاہد اور ہندوستانی سیاست کے رکن رکین حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ نے حکومت برطانیہ کو مخاطب کر کے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ: ''اسلام کے احکام کوئی راز نہیں جن تک گورنمنٹ کی رسائی نہ ہو، وہ چھپی ہوئی کتابوں میں مرتب ہیں اور مدرسوں کے اندر شب و روز لوگ اس کا درس دیتے ہیں، پس گورنمنٹ کو چاہئے کہ صرف اس بات کی جانچ کرے کہ واقعی اسلام کے شرعی احکام ایسے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ایسا ہی ہے تو پھر صرف دو ہی راستے گورنمنٹ کے سامنے ہونے چاہیں یا مسلمانوں کے لئے ان کے مذہب کو چھوڑ دے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے ان کے مذہب میں مداخلت ہو، یا پھر اعلان کر دے کہ مسلمانوں کے مذہبی احکام کی کوئی پرواہ نہیں ہے نہ اس پالیسی پر قائم ہے کہ ان کے مذہب میں مداخلت نہ ہوگی، اس کے بعد مسلمانوں کے لئے بھی نہایت آسانی ہو جائے گی کہ اپنا وقت بے سود شور فغاں میں ضائع نہ کریں اور برٹش گورنمنٹ اور اسلام ان دونوں میں سے کوئی ایک بات اپنے لئے پسند کر لیں''۔ (مسئلہ خلافت و جزیرۂ عرب، ص۲۰۴) چنانچہ ہندو مسلم کی مشترکہ جدو جہد اور بے لوث قربانیوں کے بعد جب ہمارے ملک ہندوستان کو انگریزی سامراج سے آزادی نصیب ہوئی اور اس آزاد مملکت کے لئے ملک کے قائدین نے آئین و دستور مرتب کیا تو اس میں بطور خاص مذکورہ بالا حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی، آئین ہند کی درج ذیل دفعات ملاحظہ کیجئے۔

(۱) **دفعہ ۱۵:** مملکت محض مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقام پیدائش یا ان میں سے کسی کی بنا پر کسی شہری کے خلاف امتیاز نہیں برتے گی (بھارت کا آئین ص۳۹)

(۲) **دفعہ ۱۶:** کوئی شہری محض مذہب، نسل ذات، جنس، مقام پیدائش، بود و باش یا ان میں سے کسی کی بنا پر مملکت کے تحت کسی ملازمت یا عہدے کیلئے نہ تو نا قابل ہوگا اور نہ اس کے خلاف امتیاز برتا جائے گا (بھارت کا آئین اردو ص۴۰)

(۳) **دفعہ ۲۱:** کسی شخص کو اس کی جان یا شخصی آزادی سے قانون کے ذریعہ قائم کئے ہوئے ضابطہ کے سوا کسی اور طریقہ سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ (بھارت کا آئین اردو، ص۴۳)

(۴) **دفعہ ۲۵:** تمام اشخاص کو آزادئ ضمیر اور آزادی مذہب قبول کرنے، اس کی پیروی اور اس کی تبلیغ کرنے کا مساوی حق ہے بشرطیکہ امن عامہ، اخلاق عامہ، صحت عامہ اور اس حصہ کی دیگر توضیحات متاثر نہ ہوں۔ (ص۴٦)

(۵) **دفعہ ۳۰ (الف):** بہ استثناء قانونی اختیار کے کسی شخص کو جائیداد سے محروم نہیں کیا جائیگا (ص۲۰۵)

آئین ہند کی ان صریح اور واضح تحفظاتی ضمانتوں کے باوجود ملک کی سب سے بڑی اقلیت مسلمانوں (جو صحیح معنوں میں ایک اکثریت ہے) کو محض مسلمان ہونے کی بنا پر عدل و انصاف سے محروم رکھا جاتا ہے سرکاری ملازمتوں کے سلسلے میں کھلے طور پر ان کے خلاف امتیاز برتا جاتا ہے، ان کے املاک اور جائیدادوں کو منظّم اور منصوبہ بند طریقے پر لوٹا اور نذر آتش کر دیا جاتا ہے، وحشی جانوروں اور جنگلی پرندوں کی حکومت بہر قیمت حفاظت کرتی ہے لیکن مسلمانوں کو بے دریغ قتل اور زندہ آگ میں جھونک دیا جاتا ہے، اور اب تو مسلمانوں کے مذہبی شعار و آثار کو مٹانے یا اکثریت کے مآثر میں تبدیل کر لینے کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا ہے، اگر کسی کو ان باتوں کا یقین نہ آئے تو وہ مظفر نگر، بجنور، علی گڑھ، حیدر آباد، جہانگیر آباد، بلند شہر، کانپور، اور ان سے پہلے بھاگلپور، ملیانہ، میرٹھ، مراد آباد وغیرہ کی خونی و آتشی روداد کو اخبارات کی فائلوں میں پڑھ کر تصدیق حاصل کر سکتا ہے، کس طرح مسلمانوں کے برسوں کے قیمتی اندوختہ کو منٹوں میں خس و خاشاک کی طرح جلا کر خاکستر کر دیا گیا، بلا امتیا مسلم عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو کس ذلت اور بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، اور کس طرح مسجدوں پر قبضہ کر کے انھیں مندروں میں تبدیل کرنے کی جابرانہ کوشش کی گئی، پھر یہ کوئی نیا سلسلہ نہیں ہے بلکہ تقریباً ۷۰ سال کی طویل مدت سے مسلمان اس جارحیت و بربریت کی چکی میں پس رہا ہے اور حیرت یہ ہے کہ یہ سب کچھ حکومت کے محافظ دستے کے اشتراک اور تعاون سے ہو رہا ہے بالفاظ دیگر بالواسط خود حکومت خواہی نہ خواہی اس ظلم و جبر میں شریک ہے، اور یہ رویہ محض موجودہ حکومت ہی کا نہیں ہے بلکہ بغیر کسی استثناء کے جمہوریہ ہند کی تمام اگلی پچھلی حکومتیں اس حمام میں ننگی نظر آتی ہیں۔

ہمیں اس بات کے اعتراف میں کوئی جھجھک نہیں ہے کہ امن و امان کی اس ابتری و زبوں حالی میں اگر جارحیت پسند ہندو تنظیموں کی شرانگیزی و فتنہ خیزی اور حکومت کی سہل انگاری اور اپنے فرائض سے غفلت کا دخل ہے تو مسلمانوں کی کچھ نا عاقبت اندیش سیاسی قیادت کو بھی بے قصور نہیں کہا جا سکتا جس نے اپنے جذباتی فیصلوں اور پر جوش تقریروں کے ذریعہ اس سلگتی ہوئی آگ کو بھڑکا دیا جس کے شعلے مسلمانوں کے جان و مال سے گذر کر معابد و معاہد تک پہونچ گئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ حالات اس درجہ سنگین ہو گئے ہیں کہ اگر ان کے سدھار کی کوشش نہ کی گئی تو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ پورا ملک تباہ ہو جائے گا، ایک دوسرے پر الزام دھرنے یا باہمی شکوے شکایت کے بجائے ہر محبّ وطن اور محبّ انسانیت کا اولین فریضہ ہے کہ وہ انفرادی، جماعتی، سیاسی وغیرہ کے وقتی مفاد سے بالاتر ہو کر ملک کو اس دلدل سے نکالنے کے لئے جان توڑ کوشش کرے۔

مل جل کے کرو تعمیر چمن ایسا نہ ہو طعنہ دیں دشمن
ساجھے کی پکائی تھی ہنڈیا چوراہے پر آکے پھوٹ گئی

# وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہو کر

تاریخ کا ایک وہ دور بھی ہے جس میں پوری دنیا انارکی اور تاریکی میں مبتلا تھی ظلم و بربریت اپنے بام عروج پر تھا، ظالم اپنے ظلم کی حدوں کو پار کر چکا تھا مظلوم کی ہمت پست سے پست ہو چکی تھی انسانیت کی نبض ڈوب رہی تھی قریب تھا کہ وہ ظلم سہتے سہتے دم توڑ جاتی، دنیا اس صدی کو چھٹی صدی عیسوی کے نام سے جانتی ہے جس میں عرب و عجم بڑے طبقاتی نظام میں بٹ چکے تھے لیکا یک ناامیدی کے افق پر امید کا آفتاب طلوع ہوا جس نے نہ صرف خطہ عرب کو روشن کیا تھا بلکہ جس کی کرن دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچی تھی جس نے مظلوموں کو ظلم سے آزاد کرایا جس نے ظالم کی کلائی کو ظلم سے موڑ کر انسانیت کی خدمت میں لگایا، ہزار ہا سال کی کھڑکتی تلواروں کو خاموش کرایا، خدا کے آخری کتاب کی تعلیمات کے ذریعہ آپ نے عرب کے ان خانہ بدوشوں میں (جو لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، خون کو جما کر کھاتے تھے اور ظلم کو اپنا شیوہ سمجھتے تھے) انسانیت کی پھر سے روح پھونک دی تھی اور ان کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی رہنمائی کی تھی، خدا کی آخری کتاب کا پیغام جب ان کے سینے میں سما گیا تھا تو عرب کے ریگستانوں کے بدو دنیا کی سب سے مہذب اور باوقار قوم بن گئی تھی جس کا برملا اعتراف غیر مسلم مصنفین و مورخین نے بھی اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

دراصل قرآن کی تعلیمات کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو انہوں نے اپنی زندگی کے ہر گوشے میں بسایا تھا، جس نے عرب کے رہنے والے مٹھی بھر افراد میں ایسی روح پھونک دی گئی تھی کہ جس سے ان کی زندگی میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی، انہوں نے ان تعلیمات کو ہمیشہ اپنے سینے سے لگائے رکھا اور قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوئے، جس سے نہ صرف عرب کے ریگ زاروں میں انصاف کی باد بہاری چلنے لگی بلکہ دنیا کے دور دراز علاقوں تک ان کی صداؤں کو سنا گیا اور قیصر و کسریٰ کے ظلم سے دنیا کو نجات ملی۔ قرآنی تعلیمات کا معجزہ ہے کہ جب بھی اس کی تعلیمات کو اپنایا جائے گا تو اس سے زنگ آلود دل میں زندگی کی نئی لہر اٹھے گی جو شیطانی وساوس اور گناہوں پر ابھارنے والی نفسانی خواہشات کو بہا کر لے جائے گی۔

جب کبھی قرآنی تعلیمات پر جس فرد، جس خاندان اور جس قوم نے عمل کیا اور اس کو سینے سے لگایا تو اس کے بدلے میں اللہ نے اس کو سر بلند کیا اور زندگی کا حقیقی سکون عطا کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خاصہ تھا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہر آیت کو ڈھالا تھا وہ سنتے تھے اور فوراً عمل پیرا ہوتے تھے جس کے نتیجہ میں ان کے سماج کا ہر فرد قابل دید تھا جن کو دیکھ کر ہرقل کے جاسوسوں نے اپنے بادشاہ سے کہا تھا کہ ہم دنیا کی سب سے زیادہ متمدن قوم سے آئے ہیں وہ ایسی قوم ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دیتی ہے جب وہ راستہ چلتے ہیں تو تکلیف دہ چیزوں کو راستہ سے ہٹا دیتے ہیں، دراصل انہوں نے صحابہ کی تہذیب کا جو حال دیکھا تھا وہ اس سے بیحد متاثر ہوئے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب بھی اور جس دور میں قرآن کو پڑھا گیا اور سمجھا گیا اور اس کی تعلیمات پر عمل کیا گیا اللہ نے اس قوم کی زندگی کے دھارے کو موڑ دیا اور اس پر فیوض و برکات کی بارش کی اور جس قوم نے نبیوں کا انکار کیا اور اللہ کی تعلیمات سے روگردانی کی ان کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہا۔ قرآن اللہ کا آخری پیغام ہے، آج اس بات کی ضرورت تھی کہ مسلم نوجوان قرآن کو نہ صرف پڑھتے بلکہ کسی عالم کی رہنمائی میں معانی و مطلب کو سمجھنے، سیکھنے کی کوشش بھی کرتے تا کہ ان کو پتہ چلتا کہ خدا اپنے اس پیغام میں ان سے کس طرح مخاطب ہے، اور ان کو معلوم ہوتا کہ صحیح تمدن کیا ہے صحیح تعلیمات کیا ہیں، زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ کیا ہے، لیکن افسوس!

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

Scanned with CamScanner

# برصغیر ہند و پاک میں غلام خاندانوں کی حکومت

اسلامی تاریخ کی یہ بہت بڑی خصوصیت ہے کہ مسلمانوں نے جس طرح کا حسن سلوک غلاموں کے ساتھ کیا کسی اور قوم نے اتنا اچھا سلوک آج تک نہیں کیا، تاریخ کی اگر بات کی جائے تو عہد قدیم یعنی رومن عہد میں کہیں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی نیز عہد جدید یعنی پچھلی صدی تک مغربی ملکوں میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ بلکہ اسلام کے علاوہ تمام قوموں کا نظریہ تقریبا ایسا تھا جیسے غلام انسان ہیں ہی نہیں، انہیں ذلت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ برخلاف اسلام کا یہ نظریہ کہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور انہیں سماج میں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کیا جائے غلاموں کو ترقی کرنے میں کافی مددگار ثابت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ غلاموں نے دنیا کے مختلف حصوں پر کامیاب حکمرانی کے فرائض انجام دیئے، اور مذہبی امور میں بھی بعض غلامان قائد کی حیثیت سے تسلیم کئے گئے۔

جس زمانہ میں مصر و شام میں مملوکوں (غلاموں) کی حکومت قائم ہوئی اس سے تقریبا 50 سال قبل ہندوستان میں غلاموں کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور اس حکومت کا بانی شباب الدین غوری کا ایک غلام قطب الدین ایبک تھا۔ قطب الدین ایبک بھی اتفاق سے مصری مملوکوں کی طرح ترک خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مصری مملوکوں اور برصغیر ہندو پاک کی حکومتِ غلامان کے درمیان کئی چیزوں میں دلچسپ مشابہت پائی جاتی ہے۔ مثلا مصری مملوک اور ہندوستان کے غلام بادشاہوں کا تعلق ترک نسل سے تھا، دونوں حکومتوں کے بانیوں کا نام ایک تھا، دونوں حکومتوں میں ایک ایک خاتون نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی مصر میں شجرۃ الدر اور ہندو پاک میں رضیہ سلطانہ۔

**قطب الدین ایبک ۱۲۰۶ء تا ۱۲۱۰ء** تک ہندو پاک میں نہایت شان وشوکت سے حکومت کی، ایبک ایک ترک غلام تھا اور ایران کے مشہور شہر نیشا پور میں اس نے تعلیم وتربیت حاصل کی۔ عہد قدیم کی طرح اس زمانے میں بھی غلاموں کے خرید وفروخت کا سلسلہ جاری تھا لہٰذا ایک مرتبہ شہاب الدین غوری نے چند غلاموں کو خریدا لیکن قطب الدین ایبک کو نہیں خریدا کیونکہ ایبک شکلاً بدصورت تھا، لہٰذا ایبک نے شہاب الدین غوری سے التجا کی کہ سب غلاموں کو آپ نے اپنے لئے خریدا لیکن مجھے خدا کے لئے خرید لیجئے، شہاب الدین غوری اس بات سے بہت خوش ہوا اور اسے بھی خرید لیا۔

ایبک اپنی خداداد ذہانت اور قابلیت کی بنا پر بہت جلد کامیابی کے اعلی عہدوں پر فائز ہوگیا۔ خراسان میں خوارزم شاہ سے جب شہاب الدین غوری کا مقابلہ ہوا تو ایبک نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اسی بنا پر شہاب الدین اس سے بہت محبت کرتا تھا، وہ ہندوستان کی جنگ میں بھی شہاب الدین کے شانہ بشانہ تھا۔ دہلی سے بنارس کا علاقہ ایبک نے ہی فتح کیا۔ ۱۱۹۲ء میں شہاب الدین نے ایبک کی قابلیت کی بنا پر اس کو ہندو پاک میں اپنا نائب مقرر کیا۔ ایبک شہاب الدین غوری کے انتقال کے بعد ۱۲۰۶ء میں ایک خودمختار کی حیثیت سے تخت نشین ہوا اور اس کا پایہ تخت لاہور قرار پایا۔ قطب الدین ایبک نے بادشاہ کی حیثیت سے صرف چار سال حکومت کی، نیز شہاب الدین کے عہد سلطنت میں تقریبا ۱۴؍سال صوبہ دار (وزیر اعظم) کے عہدہ پر فائز رہا اور جس وقت وہ صوبہ دار تھا اس کا دار الحکومت دہلی تھا۔

ایبک ایک نیک نام، عادل اور سخی بادشاہ تھا اس کی سخاوت کی وجہ سے عوام اسے لکھ بخش کہا کرتے تھے۔ یہی وہ بادشاہ ہے جس نے دہلی کے مہرولی علاقہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی جس کا نام قوت الاسلام رکھا گیا۔ قطب مینار اسی مسجد کا مینار ہے، آج بھی اس مسجد کے کھنڈرات موجود ہیں اور قطب مینار اپنی تعمیر کے وقت دنیا کی سب سے اونچی عمارت سمجھی جاتی تھی، اس مینار کی تعمیر قطب الدین ایبک نے ۱۱۹۹ء میں شروع کی تھی لیکن اس کی تکمیل اس کے جانشیں التمش نے کروائی اور اس مینار کو قطب الدین کے نام سے موسوم کیا گیا، اس کی بلندی ۲۳۸ فٹ ہے اور اسلامی فن تعمیر کے اعلی نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اسلامی حکومت کے بانی قطب الدین ایبک کی وفات ۱۲۱۰ء میں لاہور میں ہوئی اور وہ وہیں مدفون ہے۔

**التمش (۱۲۱۱ء تا ۱۲۳۶ء):** قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد شمس الدین التمش تخت نشیں ہوا اور اس نے تقریبا ۲۶؍سال نہایت شان وشوکت اور امن وامان کے ساتھ حکومت کی، قطب الدین ایبک نے اگر چہ ہندو پاک میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈال دی تھی لیکن اس کو زیادہ استحکام بخشنے والا التمش ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ قطب الدین صرف چار سال بادشاہ رہا بعدہ اس کی وفات ہوگئی اور کسی بھی چیز کو استحکام بخشنے کے لئے تھوڑا وقت چاہئے اور التمش کو یہ چیز میسر ہوئی۔ التمش نے اپنی قیادت میں جنوب میں اجین کو بھی فتح کرلیا اور حکومت کو وسعت دی، التمش کا زمانہ وہی زمانہ ہے جب کہ وحشی منگول چنگیز خان نے ایران اور وسط ایشیا پر حملہ آور ہوا اور ان علاقوں کو منگولوں نے تخت وتاراج کر دیا لیکن چنگیز خان دریائے سندھ پار کر کے ہندو پاک پر حملہ کرنے کی جسارت نہیں کر سکا کیونکہ یہاں ایک طاقتور بادشاہ التمش موجود تھا اور اس نے اپنی حکومت کو نہایت مضبوط کرلیا تھا۔ التمش بھی قطب الدین ایبک کی طرح نیک دل اور انصاف ور بادشاہ تھا اس نے مظلوموں کو یہ ہدایت کردی تھی کہ وہ پیلے رنگ کا لباس زیب تن کرے تاکہ بادشاہ دیکھتے ہی پہچان لے کہ یہ مظلوم ہے اور فوراً اسے انصاف دلایا جائے اس کے علاوہ اس نے اپنے محل کے دروازے پر گھنٹیاں لگا رکھی تھی کہ جس کے ساتھ ظلم ہوتا وہ اس گھنٹی کو بجاتا اور التمش فوراً اس کی فریاد کو سن کر انصاف کرتا۔ التمش علم وادب کا بھی دلدادہ اور شوقین تھا اس نے علم وادب کی بڑی فراخ دلی سے سرپرستی کی اور عالموں، ادیبوں اور فنکاروں کو اعزازات وتحائف سے نوازتا یہی وجہ ہے کہ اس کے زمانے میں بعض دوسرے علاقوں سے بھی علما وفنکار ان کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۲۳۶ء میں التمش اس جہاں فانی سے کوچ کر گیا۔

**رضیہ سلطانہ (۱۲۳۶ء تا ۱۲۴۰ء):** التمش کی وفات کے بعد اس کی بیٹی رضیہ سلطانہ نے کل تین سال تک حکومت کی، التمش کے ۱۹ بیٹے تھے لیکن رضیہ سلطانہ التمش کی چہیتی بیٹی تھی، وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ مرد صرف رضیہ ہے، اس وجہ سے التمش نے اپنی وفات سے قبل رضیہ کو ولی عہد بنا دیا تھا۔ اسلامی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب کوئی عورت خودمختار بادشاہ قرار پائی ہوا گر چہ اس کے بعد شجرۃ الدر نے مصر میں آٹھ ماہ تک حکومت کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رضیہ ایک بہادر باپ کی بہادر بیٹی تھی لیکن اسلام نے چونکہ عورتوں کا میدان الگ مقرر کیا ہے یعنی گھر کی حکومت عورتوں کے ذمہ اور جہانبانی کی ذمہ داری مردوں کی ہے، لہٰذا امراء نے اس کی حکومت کو ناپسند کیا اور اس کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی بالآخر وہ اپنے ہی بھائیوں سے جنگ کرتی ہوئی ۱۲۴۰ء میں ماری گئی۔ رضیہ کی وفات کے بعد چند سال برصغیر ہنگاموں کی نذر رہا اس دوران التمش کے دو بیٹے بہرام اور مسعود یکے بعد دیگرے تخت نشیں ہوئے، لیکن پھر امراء نے اتفاق رائے سے التمش کے تیسرے بیٹے ناصر الدین محمود کو ۱۲۴۶ء میں اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔

**ناصر الدین محمود (۱۲۴۶ء تا ۱۲۶۶ء):** ناصر الدین محمود نہایت شریف اور نیک بادشاہ تھا، بیت المال کے خزانے کو رعایا کی امانت سمجھتا تھا لہٰذا اس پیسے سے اپنی ذات پر کچھ بھی خرچ نہیں کرتا تھا اور وہ قرآن کریم لکھ کر اس کی اجرت سے اپنی ضروریات کی تکمیل کرتا تھا وہ ایک درویش صفت شب بیدار بادشاہ تھا اور حکومت کو وہ اپنے لئے بوجھ سمجھتا تھا اپنی نیک دلی کی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ حکومت میں کسی طرح کی کوئی خرابی نہ ہو اسی لئے اس نے التمش کے ایک غلام غیاث الدین بلبن کو اپنا وزیر اعظم مقرر کر کے حکومت کا سارا انتظام وانصرام اس کے سپرد کر دیا اور خود اللہ کی عبادت میں اپنے اوقات کو صرف کرنے لگا۔ ناصر الدین محمود نے بلبن کو تاکید کی تھی کہ ”تم کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے میری خدا کے سامنے رسوائی ہو“۔

**غیاث الدین بلبن (۱۲۶۶ تا ۱۲۸۶ء):** غیاث الدین بلبن جو وزارت سے قبل پنجاب کا صوبہ دار رہ چکا تھا حکومت کرنے کے سارے گر اس کے اندر موجود تھا یہی وجہ ہے کہ ناصر الدین کے زمانہ میں اس نے ۲۰؍سال تک وزارت عظمی کے منصب پر فائز رہا اور ناصر الدین محمود کے انتقال کے بعد امراء نے اس کو بادشاہ مقرر کرلیا۔ بادشاہ بننے کے بعد بلبن نے ۲۰؍سال مزید حکومت کی یعنی مجموعی اعتبار سے اس نے ۴۰؍سال حکومت کی باگ ڈور سنبھال کر رکھی اور اپنے مقبوضہ علاقوں پر امن وامان کو بحال رکھا۔ بلبن مصر کے مملوک سلطان بیبرس اور مراکش کے یعقوب مرینی کا ہمعصر تھا، یہ تینوں حکمراں اس عہد کے دنیا کے سب سے بڑے حکمراں شمار کئے جاتے تھے۔ درحقیقت بلبن غلام خاندان کا سب سے مشہور اور باعظمت حکمراں تھا، اپنی خودمختاری سے پہلے اگر چہ وہ شراب پیا کرتا تھا لیکن بادشاہت کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد اس نے شراب سے توبہ کرلی اور تہجد کی نماز تک کو قضا کرنا اسے گوارا نہ تھا وہ علما اور صالحین کی صحبت میں رہنے لگا۔ بلبن کے عہد حکومت میں ایران اور ملحقہ علاقوں پر منگولوں کا تسلط زور پکڑتا گیا، منگولوں نے کئی بار ہندو پاک پر حملہ کیا لیکن بلبن اور اس کے بیٹے محمد سلطان اور ملتان کے گورنر شیر خان نے ان حملوں کے دفاع میں بڑا نام پیدا کیا۔ ایک طرف مصر کے مملوکوں نے منگولوں سے مصر کو تباہ ہونے سے بچالیا، دوسری طرف دہلی کے غلام بادشاہوں نے برصغیر ہندو پاک کو منگولوں کی تباہی سے حفاظت کی اور اس کا سہرا خاص طور پر بلبن کے سر جاتا ہے۔ عہد بلبن میں دہلی میں ان پناہ گزینوں کی تعداد ہزاروں میں تھی جو اسلامی ملکوں سے منگولوں کے حملے کے بعد چلے آئے تھے ان میں سے پندرہ صرف بادشاہ اور شہزادے پناہ گزیں تھے۔

بلبن ایک رعایا پرور اور عادل بادشاہ تھا اس کے عہد حکومت میں بہت ہی امن وامان تھا اور وہ ظالموں کے خلاف بہت سخت قدم اٹھاتا تھا، یہی وجہ تھی کہ کوئی بھی سرکاری عہدے دار خوف کی وجہ سے عوام پر ظلم وستم نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بدایوں کے گورنر نے ایک نوکر کو بلا کسی جرم کے قتل کر دیا، مقتول کی بیوی نے باشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، بادشاہ نے گورنر کو بلا کر قصاصاً قتل کروادیا اور اس کی نعش کو بدایوں کے فصیل کے دروازے پر لٹکا دیا، تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اسی طرح ہیبت خان جو بلبن کا ایک اچھا دوست تھا ایک غریب شخص کو قتل کر ڈالا، بلبن کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ہیبت خان کو بلا کر پانچ سو کوڑے لگوائے اور پھر مقتول کے وارثین کے سپرد کر دیا کہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد جس طرح چاہیں قصاصاً قتل کر دیں بالآخر ہیبت خان کے گھر والوں نے مقتول کی بیوی کو بیس ہزار دے کر اس کی جان بچائی۔ اس سختی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ سرکاری افسران عوام پر ظلم نہیں کر سکتے تھے۔ بلبن حسب ونسب اور شریعت وسیاست سے متعلق جو نظریات رکھتا تھا اس پر اعتراض کئے جاسکتے ہیں لیکن شریعت کے بالادستی کا وہ قائل تھا اور عوام کی خوشنودی اور اس کا اعتماد حاصل کرنا اس کی نظر میں بہت ضروری تھا۔ وہ چاہتا تو اپنی حکومت کو اور وسیع کر سکتا تھا لیکن اس کا کہنا تھا کہ دوسروں کے ملک کو قبضہ کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے علاقوں کو مستحکم اور پائدار کیا جائے اور بادشاہت کے فرائض بخوبی نبھایا جا سکے۔ اس نے امراء کے درمیان پھیلی ہوئی برائیوں پر سخت پابندی عائد کر دی۔

بحیثیت مجموعی بلبن ایک نیک پرور، بلند ہمت، انصاف پسند، فیاض بادشاہ تھا۔ بلبن نے ۲۰؍سال حکومت کرنے کے بعد ۱۲۸۶ء میں وفات پائی۔ بلبن کی وفات کے بعد اس کا لڑکا معز الدین کیقباد جو محض سترہ سال کا تھا دہلی میں تخت نشیں ہوا لیکن کیقباد اپنے باپ کے نقش قدم پر نہ چل کر بہت جلد عیش وعشرت میں مبتلا ہوگیا، جب ملک کے حالات بگڑنے لگے تو پنجاب کے گورنر جلال الدین فیروز خلجی ۱۲۹۰ء میں تخت دہلی پر قابض ہو گیا اور خلجی خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ اور برصغیر ہندو پاک سے غلاموں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ مجموعی اعتبار سے خاندان غلامان نے ۸۴؍سال دہلی پر حکومت کی۔ (ماخوذ از ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ)

Scanned with CamScanner

# بدگمانی سے بچئے

مولانا عبدالواجد رشیدی ندوی

غیبت، بدگمانی، وسوءظن انتہائی قبیح چیز ہے، بسا اوقات معاشرہ میں اس کی وجہ سے بہت انتشار پھیل جاتا ہے، لیکن جب تحقیق ہوتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تو محض سوء ظنی کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا، اسلئے اس قبیح اور مضر چیز سے ہم سب کو بہت دور رہنے کی ضرورت ہے، یہ بالکل خبر کاذب" کی طرح ہے، مثلاً کسی شخص نے آکر کوئی جھوٹی خبر دی اور سامع نے اس پر فوراً اطمینان کا اظہار کر دیا اور اسکو مشہور کرنا شروع کر دیا، معلوم ہوا کہ وہ خبر کاذب" پورے علاقہ میں بجلی کی طرح پھیل گئی، ادھر جس کے بارے میں وہ خبر دی اسکو خبر بھی نہیں کہ تیرے بارے میں کیا پلاننگ اور اسکیم تیار ہورہی ہے، چنانچہ اسکی عزت کا خاتمہ ہو گیا، بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اسکی تو کوئی حقیقت نہیں تھی، جب ہم کتاب اللہ اور سنت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غور وفکر کرتے ہیں، جو امت مسلمہ کے لئے ریڑ کی ہڈی کی طرح ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ رب تعالیٰ اور آپکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت شاندار ہدایات جاری فرما رکھی ہیں، ہمیں انکو پڑھنے اور پڑھکر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور عملی میدان میں قدم رنجا ہونے کی ضرورت ہے، تاکہ ہم سب سے پہلے عمل کرنے والے ہوں اسلئے کہ اگر غور وفکر اور تدبر سے کام لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اسوقت روئے زمین پر ہم قرآن وسنت کے مضامین سمجھنے اور عمل کرنے کے لحاظ سے سب سے پہلے مخاطب ہیں، بہتر یہ ہے کہ بغیر تحقیق کے ہم اپنی زبان سے کسی کے متعلق کوئی بھی بات نہ نکالیں، سب سے پہلے قرآن میں غور کریں کہ اسکا کیا حکم ہے اور احادیث مبارکہ اتنا بڑا سمندر جو پورے عالم میں پھیلا ہوا ہے اسمیں غور کریں، کتاب وسنت ہمارے لئے بہترین آئیڈیل اور شاندار گائڈس ہیں، لہذا ہمیں خوب غور کرنا چاہئے ارشاد باری تعالی ہے: "اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے، اور تجسس نہ کرو اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت بھی نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے؟ لہذا اس سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو بدگمانیوں اور تہمت دھرنے سے اور اپنے غیروں کو خوف زدہ کرنے سے اور خوامخواہ کی دہشت دل میں رکھنے سے روکتا ہے اور فرماتا ہے کہ بسا اوقات اکثر اس قسم کے گمان بالکل گناہ ہوتے ہیں، پس اس میں تمہیں پوری احتیاط چاہئے۔ (ابن کثیر ج ۴/۳۴۳) ابن ماجہ کی روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کعبہ کرتے ہوئے فرمایا "تو کتنا پاک گھر ہے؟ تو کیسی اچھی خوشبو والا ہے؟ تو کس قدر عظمت والا ہے؟ اور کیسی بڑی حرمت والا ہے؟ اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مومن کی حرمت اس کے مال اور اسکی جان کی حرمت اور اس کے ساتھ نیک گمان کرنے کی اللہ تعالی کے نزدیک تیری حرمت سے بہت بڑی ہے"۔ (ابن کثیر ج ۴/۳۴۴)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا پھرے"۔ امام ہمام محمد بن اسماعیل البخاری نے اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل فرمایا ہے: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدگمانی سے بچو بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے، بھید نہ ٹٹولو ایک دوسرے کی غیبتیں کرنے کی کوشش میں نہ لگ جایا کرو، حسد بغض اور ایک دوسرے سے منہ پھلانے سے بچو، سب خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ آپس میں روٹھکر نہ بیٹھ جایا کرو، ایک دوسرے سے میل جول ترک نہ کیا کرو، ایک دوسرے سے حسد بغض نہ کیا کرو، بلکہ سب ملکر خدا کے بندے، آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بند ہوکر زندگی گذارو کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال اور میل جول چھوڑ دے۔"

طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں میری امت میں رہ جائیں گی، (۱) فال لینا (۲) حسد کرنا (۳) بدگمانی کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا حضورؐ ان کا تدارک کیا ہے؟ فرمایا: جب حسد کرے تو استغفار کرلے، جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے، اور یقین نہ کر، اور جب شگون لے خواہ نیک نکلے خواہ بد اپنے کام سے نہ رک اُسے پورا کر (تفسیر ابن کثیر)، ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص کو حضرت ابن مسعودؓ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اسکی ڈاڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہمیں بھید ٹٹولنے سے منع کیا گیا ہے، اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہوگئی تو ہم اس پر پکڑ کر سکتے ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ عقبہ کے پاس ابوالہیثم گئے اور ان سے کہا کہ میرے پڑوس میں کچھ لوگ شرابی ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں داروغہ کو بلا کر انہیں گرفتار کروں، آپ نے فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ انہیں سمجھاؤ، بجھاؤ، ڈانٹ ڈپٹ کردو، کچھ دنوں کے بعد آئے اور کہا وہ باز نہیں رہتے اب تو میں ضرور داروغہ کو بلاؤں گا، آپ نے فرمایا، تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کرو، سنو میں نے رسول خدا سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی پردہ داری (پردہ پوشی) کرے اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے کسی نے زندہ درگور کردہ لڑکی کو بچایا ہو۔ (ابن کثیر عربی، ج ۴/۳۴۴) ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ امیر اور بادشاہ جب اپنے ماتحتوں اور رعایا کی برائیاں ٹٹولنے میں لگ جاتا ہے اور گہرا اترنا شروع کر دیتا ہے، تو انہیں بگاڑ دیتا ہے، پھر فرمایا کہ تجسس نہ کرو، یعنی برائیاں معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو، تاک جھانک نہ کیا کرو۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ تجسس کہتے ہیں کسی چیز میں کرید کرنے کو اور حس کہتے ہیں ان لوگوں کی سرگوشی پر کان لگانے کو جو کسی کو اپنی باتیں سنانا نہ چاہتے ہوں اور تدابر کہتے ہیں ایک دوسرے سے رک کر آزردہ ہوکر قطع تعلقات کرنے کو، ابو داؤد میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی کوئی ایسی بات ذکر کرے جو اسے بری معلوم ہو، تو کہا گیا اگر وہ بات اس میں ہو جب بھی؟ فرمایا ہاں، غیبت تو یہی ہے ورنہ بہتان اور تہمت ہے، ابوداؤد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ صفیہ تو ایسی ایسی ہے، راوی کہتے ہیں یعنی کم قامت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسی بات کہی ہے کہ سمندر کے پانی میں اگر ملا دی جائے تو اسے بھی بگاڑ دے اور ایک مرتبہ آپؐ کے سامنے کسی شخص کی کچھ ایسی ہی باتیں بیان کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے پسند نہیں کرتا، گو مجھے کوئی بہت بڑا نفع بھی مل جائے۔

ابن جریر میں ہے کہ ایک بیوی صاحبہ حضرت عائشہ کے یہاں آئی جب وہ جانے لگی تو صدیقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ سے کہا کہ یہ بہت پست قامت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے انکی غیبت کی الغرض غیبت حرام ہے اور اسکی حرمت پر امت کا اجماع ہے لیکن ہاں شرعی مصلحت کی بنا پر کسی کی ایسی بات کا ذکر کرنا غیبت میں داخل نہیں جیسے جرح وتعدیل نصیحت وخیر خواہی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فاجر شخص کی نسبت فرمایا تھا کہ بہت برا آدمی ہے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا تو بڑی تیزی کے ساتھ کسی مردار کی بدبو محسوس ہوئی جس پر رسول مقبول حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو ایمان والوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۸۰/۷)۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انسان میں دس اخلاق ہوتے ہیں نو (۹) نیک ہوتے ہیں اور ایک برا ہوتا ہے وہ ایک (۱) نو (۹) کو فاسد کر دیتا ہے۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۸۰۱)، اللہ پاک ہم سب کی اس برے مرض سے حفاظت فرمائے اور ہر چہار سو ہر برے عمل سے ہماری مکمل حفاظت فرمائے۔

# عزم وحوصلہ کامیابی کی ضمانت

مولانا عبد الباسط

کامیابی ہر کسی کو عزیز ہے، خواہ وہ دنیا کے کسی دور افتادہ جزیرے میں رہنے والا انسان ہو یا چین یا ہندوستان جیسے گنجان آبادی والے ملک کا شہری ہو، ہو، خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، شہری ہو یا دیہاتی، ہر کوئی کامیابی چاہتا۔ تعلیمی میدان میں کامیابی، سیاست میں کامیابی، سماجی زندگی میں کامیابی۔ کون ہے جس میں کامیابی کی آرزو اور خواہش نہ ہو۔ اس کے باوجود ہر کوئی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتا بلکہ وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنی کامیابی کا راستہ ہموار کرتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں اور کامیاب ہونے کی تدابیر کو روبہ عمل لاتے ہیں، دنیا کے کامیاب انسان کے افکار وخیالات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کامیابی مجموعہ ہے محنت، لگن اور مستقل مزاجی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچنے کے عزم کا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کامیابی کی کلید سے ہر کوئی واقف ہے لیکن ہر کوئی کامیاب نہیں ہوتا وجہ صرف یہ ہے کہ کوئی محنت، لگن اور عزم کو صد فیصد بروئے کار لاتا ہے اور کوئی ایسا نہیں کر پاتا، یہی حقیقت لوگوں کو کامیابی یا ناکامی سے ہمکنار کرتی ہے۔ کامیابی کا ایک اور راز مثبت سوچ (Possitive attitude) بھی ہے۔ کہا جاتا ہے اگر آدمی کی سوچ مثبت نہیں ہے تو عین ممکن ہے کہ محنت بلکہ سخت محنت کے باوجود کامیابی مشکوک رہے اور عزم مصمم کے باوجود اسی طرح لڑکھڑاتا ہے، جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے آس پاس دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں منفی سوچ رکھنے والے بھی اور مثبت بھی۔ ان کے طرزِ فکر وعمل کے مشاہدے سے معلوم ہوگا کہ منفی سوچ رکھنے والوں کو ہر مرحلہ مشکل نظر آتا ہے۔ اس کے برخلاف مثبت سوچ کے حامل کو ہر مشکل میں امید کی کرن نظر آتی ہے۔ پہلی قسم کے لوگ ہر موقع میں مشکل دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں جب دوسری قسم کے لوگ ہر مشکل کام میں موقع تلاش کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ایسے یہ فیصلہ انسان ہی کو کرنا ہوتا ہے کہ موقع میں مشکل تلاش کرنا اچھا ہے یا مشکل میں موقع تلاش کرنا بہتر۔ ہر موقع کو مشکل سمجھنے والے "اگر"، "مگر" "یہ تو ٹھیک ہے لیکن ...سوچتا ہوں!" وغیرہ میں پھنسے رہ جاتے ہیں لیکن مشکل وقت میں موقع تلاش کرنے والے کسی "اگر، مگر" کے بغیر کمربستہ ہوجانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ تلاش کیجئے، ہمارے آس پاس ہی درجنوں مثالیں بہت آسانی سے مل جائیں گی جو محنت، لگن اور حوصلے کی جیتی جاگتی تصویر کے طور پر ہمارے درمیان ہیں۔ اکثر اسکولوں اور کالجوں کے نتائج منظر عام پر آنے کے وقت اخبارات میں رپورٹیں چھپتی ہیں جن میں مثال کے طور پر یہ بتایا گیا ہوتا ہے کہ کس طرح ایک طالب علم نے دونوں ہاتھ نہ ہونے کے باوجود اپنے امتحان میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کی کس طرح عین امتحان کے وقت گھر کے کسی عزیز کے انتقال کے باوجود کسی طالب علم یا طالبہ نے متعلقہ دن کے پرچے میں بھی اعلیٰ ترین مارکس حاصل کئے وغیرہ۔

یہ اور ساری رپورٹیں جذبۂ عزم وعمل کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ ہمارے درمیان اس قسم کی بھی مثالیں موجود ہیں کہ کسی طالب علم نے امتحان اس وقت تک دیا جب تک کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہوگیا۔ اس پس منظر میں ونسٹن چرچل کا قول یاد آتا ہے کہ "کامیابی ایک ناکامی سے دوسری ناکامی کی طرف حوصلہ ہارے بغیر بڑھنے کا نام ہے" بالفاظ دیگر: وہ لوگ کامیاب نہیں ہوتے جو ناکامی سے مایوس ہوکر محنت سے دور بھاگنے لگتے ہیں بلکہ کامیاب وہی لوگ ہوتے ہیں جو ناکامی کے باوجود کامیابی کی جستجو ختم یا کم نہیں ہونے دیتے۔ اکثر کامیاب انسانوں کی کامیابی کا راز یہ ہوتا ہے کہ جب وہ ناکام ہوئے تو انہوں نے اپنی ناکامی کو حرف آخر نہیں سمجھا: (They learnt not to take failure as the last word) اس دنیا میں کامیابی کا راز ایک لفظ میں با اصول ہوتا ہے۔ یہاں اصول کے مطابق زندگی گزارنے والا آدمی کامیاب ہوتا ہے اور اصول سے انحراف کرنے والا آدمی ناکام۔ اصول کیا ہے اصول دراصل حقائق سے مطابقت کرنے کا دوسرا نام ہے۔ حقائق اگر استقلال کا تقاضا کریں تو آدمی غیر مستقل مزاجی کے ساتھ یہاں کامیاب نہیں ہوسکتا حقائق اگر دور اندیش آدمی کا ساتھ دیتے ہوں تو دور اندیشی کے خلاف رویہ کا ثبوت دے کر یہاں کامیابی کا حصول ممکن نہیں۔ حقائق کا مطالبہ اگر یہ ہو کہ لوگوں کے مزاج کی رعایت کی جائے تو یہ ناممکن۔ نا ہے کہ ایک شخص لوگوں کے مزاج کے خلاف چلے اور اس کے باوجود وہ کامیاب ہو۔ نیز اس اصول کو مفادات سے بلند ہوکر اختیار کرنا چاہئے۔ اگر ایک شخص ایسا کرے کہ جہاں بظاہر فائدہ نظر آئے وہاں وہ اصول پسند بن جائے جہاں فائدہ دکھائی نہ دے وہاں وہ اصول کو چھوڑ دے تو ایسے شخص کو با اصول نہیں کہا جاسکتا۔ جو شخص اصول کو مفادات کے تابع رکھتا ہے وہ اس دنیا میں چھوٹی کامیابی حاصل کرتا ہے مگر یہاں بڑی کامیابی صرف اس انسان کے لئے مقدر ہے جو اصول کو بر بنائے اصول اختیار کرے اور مفادات کی پروا کئے بغیر اس پر قائم رہنے والا ہو۔ کاش ہر طالب علم اس راز کو پالے!!

Scanned with CamScanner

# دنیا میں حقوق انسانی کا حال

**عارف عزیز (بھوپال)**

۱۰؍دسمبر کا دن عالمی یوم حقوق انسانی کے طور پر منایا جاتا ہے اور اس موقع پر دنیا بھر میں حقوق انسانی کی تنظیمیں اور ادارے مختلف پروگرام کرکے یہ واضح کرتے ہیں کہ آج انسانی حقوق کا تحفظ کرنا اور بنی نوع انسان کی بقائے باہم کے لئے سرگرم ہونا کتنا ضروری ہے۔

اب سے ۶۷ سال پہلے ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کا منشور منظور کیا تھا اور دنیا کے ۵۸ ملکوں نے اس اعلانیہ پر اپنے دستخط ثبت کئے تھے پون صدی گزر جانے کے باوجود اس پر کتنا عمل ہوا ہے اور دنیا کی عام آبادی کے حقوق کا کیا حال ہے۔ اس کا شاید ہی کسی کو صحیح احساس ہو، اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ پورے کرۂ ارض پر حقوق انسانی کو کس طرح پامال کیا جارہا ہے۔ اس سے بھی عام لوگ ناواقف ہیں۔ تازہ مثال غزہ کی ہے جہاں اسرائیل نے حقوق انسانی کو کچل کر رکھ دیا ہے۔

حیرت انگیز یہ ہے کہ ساری دنیا نے انسانوں کی مساوات کے اس تصور کو جدید سمجھا ہے جب کہ آج سے ۱۴ سو برس پہلے پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیئے گئے اپنے خطبے میں یہ کہہ کر مساوات کے تصور کو نئے رنگ و معنی پہنائے تھے کہ ”تمام انسان آدم کی اولاد ہیں، اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں۔ آج سے کسی گورے کو کالے پر، کسی کالے کو گورے پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی عربی کو عجمی پر، کوئی فوقیت اور فضیلت نہیں“ اسلام کے اس آفاقی پیغام کو دنیا نے نہ سمجھا تو اتنا غم نہیں جتنا دکھ اس بات کا ہے کہ کسی مسلم ملک نے بھی اقوام متحدہ یا انسانی حقوق کے نقیبوں کی توجہ اس طرف مبذول نہیں کرائی۔

حقیقت میں حقوق انسانی وہ فطری حقوق ہیں جو دنیا کے ہر شخص کو قدرتی طور پر عطا ہوئے اور فطری انصاف کے تحت میسر آئے ہیں۔ خواہ انہیں سماج، معاشرہ اور حکومت نے تسلیم کیا ہو یا نہیں اس میں اظہار رائے یا بالفاظ دیگر بولنے اور بلاخوف وخطر اپنے عقائد پر عمل کرنے کی آزادی سب سے مقدم ہے۔ جس کو غصب کرنے کا مقصد یہ ہوا کہ متعلقہ انسان کو اس کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا، دنیا کے دیگر جمہوری ممالک کے دستور کی طرح ہندوستان کی دستور میں بھی اس کی مکمل آزادی دی گئی ہے لیکن اس آزادی کے حدود وہاں ختم ہوجاتے ہے جہاں سے کسی دوسرے شخص کی دل آزادی کا خطرہ پیدا ہوجائے۔ جیسا کہ ہندوستان میں بعض غیر ذمہ دار افراد اور جماعتوں کو مزاج بن گیا ہے کہ اقلیتی فرقے کے خلاف زہرافشانی کو وہ اپنا حق سمجھتے ہیں حالانکہ اس طرح وہ متعلقہ فرقے کے بنیادی انسانی حقوق کو پامال کررہے ہیں۔ آئے دن ہمارے ملک میں ظلم کے ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جن پر نہ توجہ دی جاتی ہے اور نہ ان کو روکنے کی حکومت وانتظامیہ کو فکر لاحق ہوتی ہے۔ بلکہ اقلیتوں پر شکنجہ کسنے کے لئے غیرانسانی قوانین ضرور بنائے جارہے ہیں۔

انسانوں کے بنیادی حقوق کی اس فہرست میں خردونوش، رہائش، تعلیم، علاج ومعالجے کی سہولتوں کے ساتھ باعزت پیشہ اختیار کرکے نسبتاً پرسکون زندگی گزارنا بھی شامل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی نصف آبادی کو آج نہ صرف پانی میسر، نہ کھانا، اور لباس، محفوظ چھت تو دور کی بات ہے، خود ہندوستان میں کروڑوں انسان ایسے ہیں جن کے پاس رہنے کو گھر نہیں۔ کھانے کو روٹی نہیں، پہننے کو کپڑا نہیں، حالانکہ یہ ملک اپنی آزادی وجمہوری نظام کی پچاس سالہ سالگرہ منا چکا ہے۔ یہاں خواندگی کا یہ عالم ہے ملک کی نصف کے قریب آبادی پرائمری اسکول کا منہ نہیں دیکھتی۔

یہ تلخ حقیقت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ انسانی حقوق سے متعلق اعلامیہ کل بھی ڈھکوسلہ تھا اور آج بھی ہے۔ ایک رپورٹ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی نصف آبادی ایسی ہے جس کو حقوق انسانی سے محروم رکھا گیا ہے۔ اور غلامی کے ساتھ ساتھ اسے اذیت اور فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور اس کی سب سے زیادہ زد عورتوں نیز بچوں پر پڑی ہے، یونی سیف کی ایک رپورٹ میں تو بتایا گیا ہے کہ ساری دنیا میں جو ۸۵۵ ملین افراد ناخوندہ ہیں ان کی دوتہائی تعداد خواتین پر مشتمل ہے۔ اس رپورٹ کے بموجب ہندوستان میں تیس ہزار ملین تعلیم سے محروم افراد موجود ہیں۔ اور ان میں بھی ان پڑھ خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جبکہ بچوں سے محنت ومزدوری کرانا ترقی پذیر ہی نہیں ترقی یافتہ ممالک میں بھی ایک عام بات ہے۔ حقوقِ انسانی کا سب سے بڑا علم بردار ملک امریکہ بھی اس سے محفوظ نہیں۔ دوسرے ملکوں میں تو حقوق انسانی کے تحفظ کی بات کرتا ہے لیکن اپنے مفاد کے لئے انسانی حقوق کی سب سے زیادہ پامالی اس کے ہاتھوں ہورہی ہے۔

انسانی حقوق غصب کرنے کے مظاہرے قومی اور بین الاقوامی دونوں سطح پر ہورہے ہیں اس لئے ان کے خلاف آواز اٹھانے سے زیادہ موثر کارروائی کی آج ضرورت ہے۔ انسانی حقوق کے اعلامیہ کو پوری طرح روبہ عمل لانے میں اب تک جو کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں۔ ان کا مداوا اسی طرح ہوسکتا ہے۔

## اعلان مفقود الخبری

**معاملہ نمبر ۹؍۲۲۷؍۱۴۴۴ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ہزاری باغ)

**شبینہ بنت سلام انصاری مقام وڈاکخانہ ککم ساندی، ضلع ہزاری باغ۔۔۔۔۔فریق اول**

**بنام**

**محمد فیروز ولد نظام الدین مقام نئی بستی مدینہ نگر ڈاکخانہ واسع پور، ضلع دھنباد۔۔۔۔۔فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ہزاری باغ میں غائب ولاپتہ ہونے ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳؍جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۶؍جنوری ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۲۳؍۲۰۷؍۱۴۴۴ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ شیوہر)

**سابعہ خاتون بنت محمد رحیم مقام سمہوتی ڈاکخانہ سلیم پور ضلع شیوہر۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول**

**بنام**

**محمد احسان ولد محمد رحمان مقام تاج پور ڈاکخانہ گنگادھرم پور، ضلع شیوہر۔۔۔۔۔۔فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ شیوہر میں غائب ولاپتہ ہونے ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳؍جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۶؍جنوری ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۳۶؍۵۳؍۱۷؍۱۴۴۴ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا مغربی چمپارن)

**جولی خاتون بنت شیخ اظہار مقام سن سریا وارڈ نمبر ۴۲، ڈاکخانہ وتھانہ نوتن ضلع مغربی چمپارن۔۔۔فریق اول**

**بنام**

**زاہد اقبال ولد شیخ دولت مقام کورابیلداری، وارڈ نمبر ۲، ڈاکخانہ بروت پسرائن، تھانہ مفصل بتیا، ضلع مغربی چمپارن۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا مغربی چمپارن میں غائب ولاپتہ ہونے ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۷؍رجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰؍جنوری ۲۰۲۴ء روز سنیچر کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

**معاملہ نمبر ۱۱؍۷؍۴۶؍۱۴۴۵ھ**

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار)

**شبنم بنت مقبول مقام ناظر پورواپا یارسوئی گھاٹ، ڈاکخانہ ماہی نگر بلاک کدوا، ضلع کٹیہار۔۔۔۔۔فریق اول**

**بنام**

**انور خان ولد محسن خان مقام بھینس بندھا واپا یارسوئی گھاٹ، ڈاکخانہ کروم بلاک کدوا، ضلع کٹیہار۔۔۔فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ کلداس پور، کٹیہار میں غائب ولاپتہ ہونے ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷؍جمادی الاخری ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز اتوار کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

## ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

# رمیش بدھوڑی نے کنور دانش علی سے مانگی معافی

بی جے پی رکن پارلیمنٹ رمیش بدھوری نے بی ایس پی رکن پارلیمنٹ دانش علی پر اپنے متنازعہ بیان پر معافی مانگ لی ہے۔خبر رساں ایجنسی پی ٹی آئی نے ذرائع کے حوالے سے بتایا کہ بی جے پی رکن پارلیمنٹ نے پارلیمانی کمیٹی کو بتایا کہ وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے دانش علی کے خلاف ان کے بیان پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔اس پر مجھے بھی افسوس ہے۔ذرائع نے بتایا کہ بدھوری کی افسوس کا اظہار کے ساتھ ہی کمیٹی اس معاملے کو ختم کر کے اپنی رپورٹ اسپیکر کو بھیج سکتی ہے(یو این آئی)

# مسلم خاتون کو بغیر نقاب تھانہ لے گئی پولیس

دہلی ہائی کورٹ نے ایک پردہ نشین مسلم خاتون کی طرف سے دائر درخواست پر دہلی پولیس کمشنر کو نوٹس جاری کیا ہے، جس میں قصوروار پولیس افسران کے خلاف مکمل تحقیقات اور قانونی کارروائی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ خاتون کو بغیر نقاب کے اس کے گھر سے چاندنی محل تھانے لے جایا گیا تھا۔نوٹس جاری کرتے ہوئے جسٹس سوربھ بنرجی کی بنچ نے کیس میں متعلقہ سی سی ٹی وی فوٹیج کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا۔بنچ نے حکم دیا، "مدعا علیہ کو چاندنی محل پولیس اسٹیشن میں اور اس کے آس پاس نصب تمام کیمروں کی سی سی ٹی وی فوٹیج کو 6 نومبر 2023 کو دوپہر ایک بجے سے شام 5 بجے تک محفوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' اس نے درخواست گزار کے گھر کے قریب سے پولیس اسٹیشن کی سمت جانے والے تمام کیمروں کی سی سی ٹی وی فوٹیج کو محفوظ رکھنے کی بھی ہدایت کی۔ایڈوکیٹ ایم سفیان صدیقی کے توسط سے دائر اپنی درخواست میں، درخواست گزار نے دلیل دی کہ 6 نومبر کو جب وہ اپنے گھر میں اکیلی تھی، کئی پولیس اہلکار جبراً اندر داخل ہوئے اور زبردستی گھر سے گھسیٹ کر باہر لے گئے اور اسے حجاب بھی نہیں پہننے دیا۔اس نے دعویٰ کیا کہ اسے گھسیٹ کر پولیس اسٹیشن تک لے جایا گیا اور تقریباً 13 گھنٹے تک غیر قانونی طور پر حراست میں رکھا گیا۔درخواست گزار کا کہنا تھا کہ اس کے ساتھ جسمانی تشدد سمیت غیر انسانی اور توہین آمیز سلوک کیا گیا۔آئین کے آرٹیکل 21 کے تحت اس کے وقار اور بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔عرضی میں کہا گیا،''یہ سب رات کے وقت ہوا، یہ سی آر پی سی کی دفعہ 46(4) کی سنگین خلاف ورزی ہے، جو کہ سورج نکلنے سے پہلے اور غروب آفتاب کے بعد، جب تک کہ غیر معمولی حالات نہ ہوں، کسی خاتون کی گرفتاری کو واضح طور پر منع کرتی ہے۔'' عرضی میں دہلی پولیس کو ان تمام خواتین کی جانب سے اختیار کی جانے والی رسم و رواج کے حوالہ سے حساس بنانے کی ہدایت جانے کرنے کا بھی دعوی کیا گیا ہے، جو یا تو مذہبی روایات کے طور پر یا کسی مذہب سے متعلق اپنی ذاتی پسند کے طور پر پردہ پر عمل کرتی ہیں۔(اے یو ایس)

# چنئی میں شدید طوفان

تمل ناڈو کے شہر چنئی میں طوفان کے باعث ہونے والی شدید بارش سے مختلف مقامات پر اب تک 17 / افراد کی موت واقع ہوگئی ہے کئی افراد زخمی ہیں۔ٹریفک اپ ڈیٹ پر پولیس کی ایک ریلیز میں کہا گیا ہے کہ شدید بارش کی وجہ سے سیلاب میں ڈوبنے اور بجلی کے جھٹکے سے آٹھ افراد کی موت ہوگئی اور 12 زخمیوں کو اسپتالوں میں داخل کرایا گیا۔نیشنل ڈیزاسٹر ریسپاس فورس (این ڈی آر ایف)، آگ اور بچاؤ خدمات کے اہلکاروں کے ساتھ، امدادی کارروائیوں میں شامل ہے۔اس طوفان سے ہوائی سروس بری طرح متاثر ہوئی ہے اور کئی ٹرینیں رد کر دی گئی ہیں۔ بہت سے مقامات پر مقامی باشندے ٹیلوں اور اونچی جگہوں پر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں (ایجنسی)

# وہاٹس ایپ پر طلاق دینے والے کے خلاف مقدمہ

اتر پردیش کے ضلع بستی کے منڈیروا تھانے میں ایک خاتون نے وہاٹس ایپ پر تین طلاق دینے والے شوہر اور اس کے رشتہ داروں کے خلاف نامزد مقدمہ درج کرایا ہے۔پولیس ذرائع نے بتایا کہ منڈیروا تھانہ علاقے کے اہرولی گرام باشندہ نفیسہ نے کہا کہ اس کی شادی گورکھپور ضلع کے مہتاب عالم سے ہوئی تھی۔شادی کے بعد شوہر اور دیگر سسرال والے اس کو لگاتار ہراساں کر رہے ہیں۔نند اور ساس اس کے ساتھ مار پیٹ کرتی ہے جبکہ شوہر آئے دن اس سے جھگڑا کرتا ہے۔اس درمیان شوہر نے وہاٹس ایپ کے ذریعہ اسے تین طلاق دے دیا۔پولیس نے تحریر کی بنیاد پر شوہر مہتاب عالم، فرحت (ساس) اور عمرہ و اقرا (نند) کے خلاف آئی پی سی کی دفعات 498 اے، 504، 506 مسلم خاتون شادی تحفظ ایکٹ 2019 کے تحت مقدمہ درج کرلیا ہے معاملے کی جانچ کی جا رہی ہے۔جلد ہی ملزمین کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔(یو این آئی)

طب وصحت

# موسم سرما میں اپنی صحت کا خیال رکھئے

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں زندگی کی نشو ونما کیلئے رنگا رنگ موسم بنائے ہیں، غذا کے ہضم ہونے کے لئے اور صحت وتندرستی کے لئے سب سے بہتر موسم، موسمِ سرما ہی ہے۔ عام طور پر موسمِ سرما کا آغاز نومبر سے ہوجاتا ہے اور فروری تک چلتا ہے۔مگر گزشتہ دو برس سے موسم کی تبدیلی میں بدلاؤ آیا ہے، اسے انسانوں کے اپنے کرتوت کا نتیجہ کہیں یا فطرت کی اپنی مرضی کے اب حسب روایت موسم نہیں آتے۔گرمی، برسات اور سردی تینوں موسم اب تاخیر سے ہی آتے ہیں اور ان کے جانے کا نظام بھی اسی طرح تبدیل ہوا ہے۔ چونکہ طب یونانی کسی بھی مرض کی پیدائش یا شدت کیلئے موسم اور مزاج کو ہی عموماً سبب قرار دیتا ہے۔لہٰذا موسم کے تغیر کے موجودہ حالات میں نئے نئے امراض کے جنم لینے کا خطرہ زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ چونکہ اس وقت ماہ دسمبر شروع ہو چکا ہے اور ماہ دسمبر و جنوری میں عموماً شدت کی سردی پڑتی ہے۔اگر سردی سے بچاؤ کا اہتمام کیا جائے تو سردی رحمت اور اگر بے احتیاطی کی جائے تو سردیاں زحمت بن جاتی ہیں۔سردی اور یہ موسم کئی بیماریوں مثلاً نزلہ زکام اور کھانسی کو بھی ساتھ لیکر آتا ہے دن میں تیز دھوپ اور رات میں خنکی سے جسم کا دفاعی نظام متاثر ہوتا ہے۔سردیوں کی بے احتیاطی کا پہلا تحفہ انفلوئنزا یا وبائی فلو ہے، ہمارے پیٹ کے اندر جگہ جگہ کام کرنے والی مشینری کا جال بچھا ہوا ہے یہ چھوٹی، بڑی مشینری آگ کی بھٹی کی شکل میں کافی مقدار میں خون اور چربی بنا بنا کر جسم کو گرم اور مضبوط بنانے کا کام جاری رکھتی ہیں، جس طرح جسم کے اندرونی کارخانے کے برابر ٹوٹ پھوٹ اور مرمت کا سلسلہ برابر چلتا ہے اسی طرح ہر موسم میں ہمارے جسم کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اس کے لئے ہمارا دفاعی نظام بہتر ہونا چاہئے۔اس موسم کے امراض سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ درج ذیل تدابیر پر عمل کیا جائے۔اس بات پر محققین صحت کا عام اتفاق ہے موسم میں کچھ بیماریاں بڑھ جاتی ہیں اور گھر کے چھوٹوں بڑوں، سب کے لیے کئی طرح کی پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔ان سے کیسے نمٹا جائے، یہ جاننا بہت اہم ہے، نزلہ، زکام، کھانسی، ناک بند ہونا، ناک میں ریشہ کا جماؤ (Sinusits)، نمونیہ، الرجی (دمہ)، جسم اور بالوں کی خشکی، کمر درد اور جوڑوں کا درد، خارش اور دل کے امراض۔سرد موسم میں جسم کا خود کار نظام اپنی حرارت بچانے کے لیے بیرونی اعضاء اور جلد کی طرف خون کے بہاؤ میں کمی کر دیتا ہے۔اس طرح ہمارے بازو ٹانگیں ناک کان اور جلد ٹھنڈک کا شکار ہو کر مختلف تکالیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔جب سردی کی وجہ سے ہمارا ناک گلہ اور نظام تنفس کا اوپری حصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو بیرونی ٹھنڈی ہوا جس میں جراثیم اور الرجی پیدا کرنے والے ذرات ہوتے ہیں ہمارے نظام تنفس میں داخل ہو کر نزلہ، زکام اور کھانسی وغیرہ پیدا کر دیتے ہیں۔ایسے ہی ہمارے جلد اور سر کے بال خشک ہو جاتے ہیں۔مزید یہ کہ گرم پانی کے ساتھ نہانے کے باعث جسم اور سر کے بالوں کی قدرتی چکناہٹ ضائع ہو جاتی ہے، جس سے خشکی اور سکری بڑھ جاتی ہے۔کمر اور جوڑوں کے درد کا ایک سبب پٹھوں اور جوڑوں کی بافتوں کا اکڑاؤ ہوتا ہے۔خارش کا سبب ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو جلد میں داخل ہو کر خارش پیدا کرتا ہے یہ کیڑا خارش زدہ فرد کے بستر یا لباس وغیرہ استعمال کرنے سے صحت مند شخص کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔سردیوں میں دل کے امراض بڑھنے کی وجہ خون کے بہاؤ میں کمی اور ایسی غذا ہے جو کولیسٹرول بڑھا کر خون کے بہاؤ میں کمی کرتی ہے۔

احتیاطی تدابیر: سردی سے سب ہی متاثر ہوتے ہیں، لیکن بچے اور بڑی عمر کے افراد جن میں قوت مدافعت کم ہوتی ہے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔سر، چہرہ، ناک، کان اور منہ کو ڈھانپ کر رکھنے سے نزلہ، زکام اور سانس کی کئی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔سڑک پر گاڑیوں کے دھوئیں سے بھی بچنا چاہئے۔کمرے کو گرم اور ٹھنڈی ہوا سے بچنے کے لیے دروازے کھڑکیاں بند کر کے ان کے آگے پردہ ڈالنا چاہیے۔اگر کمرہ گرم کرنے کے لیے کوئلہ، لکڑیاں وغیرہ جلانے کی ضرورت ہو تو ان کو کمرے سے باہر اچھی طرح جلا کر کمرے میں لانا چاہیے، ورنہ کاربن مونو آکسائیڈ گیس پیدا ہو کر زندگی کیلئے خطرہ بن سکتی ہے۔کسی بھی طرح سے جلائی ہوئی آگ کا دھواں اور ماحول میں ہوا کی نمی سے بھی کھانسی اور سانس کی تکالیف بڑھ جاتی ہے۔اس لیے دھوئیں کے نکاس کا انتظام ضرور کرنا چاہیے۔کھانسی اور خاص طور پر ٹی۔بی کے مریضوں کو اپنا بلغم پھینکنے میں احتیاط کرنی چاہیے، کمرے کو گرم رکھنے کے لیے اگر ہیٹر چلایا جائے تو اس پر پانی کا برتن رکھنا چاہیے تاکہ اس سے نکلتی ہوئی بھاپ ہوا میں نمی کم نہ ہونے دے۔کمرے میں بچھائے ہوئے کارپٹ یا قالین میں گرد وغبار جراثیم اور بہت سے انزجن موجود ہوتے ہیں۔ان میں ایک بہت چھوٹا سا کیڑا (Mite) بھی ہو سکتا ہے۔جس کا فضلہ سانس کی تکالیف کا باعث بنتا ہے۔اس لیے اگر قالین اور کارپٹ پر کوئی چادر وغیرہ بچھائی جائے تو یہ ایک اچھی حفاظتی تدبیر ہے۔کمرے میں خوشبو کا استعمال بھی سانس کی تکلیف کا باعث بن سکتا ہے۔کھانسی اور سانس کی تکالیف والے مریضوں کو پھول کبھی نہیں سونگھنا چاہیے پھولوں میں موجود پولن ایسے مریضوں کے لیے انتہائی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔سرد موسم میں جسم کو گرم رکھنے کے لیے زیادہ خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔اس لیے میٹھی اشیاء خشک میوہ جات انڈا، مچھلی اور گوشت کا استعمال کرنا چاہیے۔مچھلی کے سرے کنڈے اور سیاہ چنے کا شوربہ کم خرچ اور بالا نشین ہے اس سے پلاؤ بھی بنایا جا سکتا ہے۔گھریلو خواتین کو پانی میں کام کرتے ہوئے مناسب کپڑے پہننا چاہیں۔بچوں کو سردی عام طور پر ماں کی ٹھنڈی گود اور ٹھنڈے دودھ سے لگتی ہے۔اس لیے ماں کو بچہ لینے سے پہلے گود گرم کر لینی چاہیے۔نزلہ اور زکام کہا جاتا ہے کہ ہر انسان سال میں دو یا تین بار نزلہ زکام کا شکار ہوتا ہے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر نزلہ زکام کا علاج نہ کیا جائے تو آرام آنے میں سات دن لگتے ہیں اور اگر علاج کیا جائے تو بھی ایک ہفتہ لیکن اگر کھانسی ریشہ کی شدت بخار اور جسم درد زیادہ ہو تو علاج کرنا چاہیے۔زیادہ اینٹی باڈیز استعمال نہیں کرنا چاہیے۔مچھلی، بھنا ہوا گوشت، شہد ملا نیم گرم پانی، قہوہ فائدہ مند ہے۔(حکیم نازش احتشام اعظمی)

Volume:63/73,Issue:47 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

جن حوصلوں سے میرا جنون مطمئن نہ تھا
وہ حوصلے زمانے کے معیار ہوگیے
(علی جواد زیدی)

# صوبائی حکومتوں اور گورنروں کے درمیان تصادم

**پروفیسر نیلم مهاجن سنگه**

کبھی کبھی صوبوں کے گورنروں اور ریاستی سرکاروں کے درمیان اختلافات ہو ہی جاتے ہیں کیونکہ گورنر مرکزی سرکاروں کے ایما پر کام کرنے لگتے ہیں۔ آئین سازوں نے کبھی اس طرح صورت کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ آئین کی دفعہ 163(1) گورنروں کے اختیار کو محض ان امور تک محدود کرتا ہے۔ گورنروں کو اپنے طور پر اپنی قوت فیصلہ اور ذہن کے مطابق کام کرنا چاہیے۔ گورنر کابینہ کے مشورے پر عمل کرتا مگر اس کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ اپنی تجاویز دے سکتا ہے۔ آئین کی دفعہ 175 اور 176 میں یہ بھی درج ہے کہ وہ ریاست کی طرف سے دی گئی تقرری ہی کرے اس تقرری میں ریاستی سرکار کی حصولیابیوں اور ایجنڈے کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ تمل ناڈو کے گورنر ٹی این روی نے تقریر کے کچھ حصوں کو چھوڑ دیا تھا۔ تمل ناڈو اسمبلی میں گورنر آر این روی کا خطاب پر آئین کی دفعہ 175 اور 176 میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ کیرل میں گورنر عارف محمد خان نے دوبار سرکار کے ذریعہ تیار کیے گئے خطاب کے کچھ حصوں کو چھوڑنے کی کوشش کی۔ پنجاب اور مغربی بنگال میں بھی اس طرح کی مثالیں سامنے آئی ہیں۔ تمل ناڈو کے گورنر آر این روی کے ذریعہ اپنا خطاب پڑھنے سے پہلے ہی اس کو ناکام کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ ان کو شرمسار کرنے کے لیے اسمبلی کے اندر نعرے بازی ہوئی کچھ ممبران نے واک آؤٹ کیا۔ حالانکہ ریاستی سرکار کی طرف سے اس ہنگامہ آرائی میں شمولیت نہیں کی گئی اور وہ خاموش تماشائی بنی رہی۔ گورنر روی حکومت کی حمایت کے بغیر کرتے رہے، انہوں نے کچھ حصوں کو چھوڑ کر کچھ ایسے جملے شامل کیے جو حکومت کی طرف سے تیار کی گئی اصل تقریر کا حصہ نہیں تھے۔ اگر چہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ گورنر کو حکومت کی طرف سے تیار کی گئی تقریر پڑھنی ہوتی ہے، لیکن انہیں جائز وجوہات کی بنا پر بعض حصوں کو چھوڑنے سے روکنے کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ کیرل کے گورنر نے اپنے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے ایک جملہ چھوڑ دیا۔ سرمایہ کاری کو راغب کرنے میں کیرالہ ریاست 'نمبر ون بننے کے قریب'۔ جسے گورنر کی تقریر سے خارج کر دیا گیا۔ یہ حکومت کی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے لیے لکھا گیا تھا۔ نام نہاد 'دراوڑی ماڈل' نہ تو گورننس یا معیشت کا 'مصدقہ ماڈل' ہے اور نہ ہی اس کو آئینی منظوری حاصل ہے۔ جس طرح گورنر کی ذمہ داری ہے کہ وہ حکومت کی تیار کردہ تقریر کو پڑھے، اسی طرح حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ حقائق گورنر کے سامنے پیش کرے۔ گورنر کے ذریعہ استعمال کیا گیا لفظ 'نمی گز گم' دنیا بھر میں تملوں کے زبردست جذباتی تعلق کی عکاسی کرتا ہے اور اسے ریاست کے خلاف نہیں سمجھا جاسکتا۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ نے کیرالہ کے گورنر عارف محمد خان کے دفتر سے کہا کہ وہ عدالت کا تازہ فیصلہ پڑھے، جو گورنروں کو منظوری کے لیے پیش کیے گئے بلوں پر اپنے غیر موجود ویٹو پاور کا استعمال کیے بغیر صوبائی قانون ساز کے دائرے اندر کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

گورنر بنواری لال پروہت کے خلاف پنجاب کی طرف سے دائر درخواست پر سپریم کورٹ کے فیصلے نے واضح کیا کہ 'گورنر غیر معینہ مدت تک بل پر فیصلہ صادر کرنے سے روک نہیں سکتے ہیں'۔ کسی بھی مہم کے تعطل کی صورت میں، گورنر کو چاہیے کہ وہ جلد از جلد بل کو ایوان میں واپس بھیجے جس میں اس کے اختلاف رائے کی وجوہات کی وضاحت ہو۔ فیصلے میں کہا گیا کہ اگر ایوان ترمیم کے ساتھ یا اس کے بغیر بل کو دوبارہ منظور کرتا ہے تو گورنر اسے منظور کرنے کے پابند ہوں گے۔ سینئر وکیل کے وینو گوپال، کیرالہ کے لیے پیش ہوئے، چیف جسٹس آف انڈیا ڈی وائی۔ چندر چوڑ کی سربراہی والی بنچ میں اپنا موقف پیش کیا۔ ''گورنر کے سکریٹری کو فیصلہ دیکھنا چاہیے اور بتانا چاہیے کہ وہ کیا کہتا ہے۔'' بلوں پر رضامندی میں تاخیر کچھ ریاستوں کے گورنروں کے درمیان ایک 'حقیقی تنازع' بن گیا ہے۔ بل 8 سے 23 ماہ تک زیر التواء رہے ہیں۔ آرٹیکل 168 کے تحت گورنر ریاستی مقننہ کا حصہ ہیں۔ گورنر عوام کے منتخب نمائندوں کی خواہشات کے برخلاف ایسا کام نہیں کر سکتا۔ آرٹیکل 168 کہتا ہے کہ ''ہر ریاست کے لیے ایک قانون ساز ادارہ ہوگا جس میں ایک گورنر اور دو ایوان ہوں گے جو بالترتیب قانون ساز کونسل اور قانون ساز اسمبلی کے نام سے جانے جائیں گے''۔ کیرالہ کی پناری وجین حکومت نے گورنر عارف محمد خان پر الزام لگایا ہے کہ وہ اہم بلوں پر غیر معینہ مدت تک منظوری کو روک کر ریاست کے 'عوام کے حقوق کی خلاف ورزی' کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، خاص طور پر وہ لوگ جو کووڈ کے بعد صحت عامہ کے خدشات کو دور کر رہے ہیں۔ گورنر کی طرف منمانے طریقہ سے منظوری کو روکا گیا۔ خاص طور پر کووڈ کے معاملے میں کسی ایشوز کو مطلوبہ وقت میں منظوری نہیں دی گئی۔ یہ کیرالہ کے لوگوں کی زندگی کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ آٹھ بڑے بل اس وقت کیرالہ کے گورنر کے پاس منظوری کے لیے پڑے ہیں۔ دہلی میں اروند کجریوال حکومت اور مرکزی حکومت کے درمیان شدید رسہ کشی جاری ہے۔ کئی بل عوامی مفادات کے حامل ہیں۔ دہلی کے اعلیٰ عہدیداروں کے درمیان تنازع پر چیف جسٹس نے پوچھا کہ وزیر اعلیٰ اور لیفٹیننٹ گورنر بات کیوں نہیں کرتے؟ دہلی حکومت اور ایل جی سپریم کورٹ اور سپریم کورٹ کے درمیان تنازع کو حل کرنے کے لیے سپریم کورٹ نے مرکز سے پانچ ناموں کی فہرست طلب کی ہے۔ یہ چیلنج ایک متنازعہ آرڈیننس کے تناظر میں تھا جس نے مرکز کو افسران کی تقرری پر کنٹرول دیا تھا اور دہلی حکومت نے دلیل دی تھی کہ اس طرح کی تقرری مشورے کے بغیر نہیں کی جاسکتی۔ سینئر وکیل منوابھیشیک سنگھوی نے کہا، ''یہ ہمیشہ دہلی حکومت ہوتی ہے جو تقرری کرتی ہے۔ اب ایک عام آرڈیننس ہے؛ جس پر میں اعتراض کر رہا ہوں اور یہ ایل جی کا یکطرفہ فیصلہ ہے''۔ سالیسٹر جنرل تشار مہتا نے، مرکز کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ درحقیقت، مرکزی وزارت داخلہ نے دہلی سروسز بل کا حوالہ دیتے ہوئے ''یہ تقرریاں غیر قانونی ترمیم سے پہلے ہی کی تھیں۔''

> ''گورنر بنواری لال پروهت کے خلاف پنجاب کی طرف سے دائر درخواست پر سپریم کورٹ کے فیصلے نے واضح کیا کہ 'گورنر غیر معینه مدت تک بل پر فیصله صادر کرنے سے روک نهیں سکتے هیں'۔ کسی بهی مهم کے تعطل کی صورت میں، گورنر کو چاهیے که وه جلد از جلد بل کو ایوان میں واپس بهیجے جس میں اس کے اختلاف رائے کی وجوهات کی وضاحت هو۔ فیصلے میں کها گیا که اگر ایوان ترمیم کے ساتھ یا اس کے بغیر بل کو دوباره منظور کرتا هے تو گورنر اسے منظور کرنے کے پابند هوں گے۔ سینئر وکیل کے وینوگوپال، کیراله کے لیے پیش هوئے، چیف جسٹس آف انڈیا ڈی وائی۔ چندرچوڑ کی سربراهی والی بنچ میں اپنا موقف پیش کیا۔ ''گورنر کے سکریٹری کو فیصله دیکهنا چاهیے اور بتانا چاهیے که وه کیا کهتا هے۔'' بلوں پر رضامندی میں تاخیر کچھ ریاستوں کے گورنروں کے درمیان ایک 'حقیقی تنازع' بن گیا هے''

آخر میں، یہ کہنا مناسب ہے کہ گورنر کا عہدہ برطانیہ کے نوآبادیاتی سامراج کا نتیجہ ہے۔ گورنر اور لیفٹیننٹ گورنر آئینی عہدے ہیں لیکن منتخب حکومتوں کو گرانے کے لیے ان کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ مہاراشٹر کے سابق گورنر بھگت سنگھ کوشیاری نے حکومت کا ایجنڈہ بننے کی کوشش کی، جموں وکشمیر میں ست پال ملک نے بھی عمر عبداللہ، او پی کے ساتھ 'ٹوئٹر وار' کی۔ دھنکھر کا ممتا بنرجی سے ٹکراؤ ہوا، دہلی کے لیفٹیننٹ گورنر و نے کمار سکسینہ اور کجریوال حکومت کے درمیان تنازع بھی سپریم کورٹ میں زیر غور ہے، پنجاب اور شمال مشرقی ریاستوں کے گورنر مرکزی حکومت کے درمیان تنازع کے اہلکار بن گئے ہیں! اچھا ہوگا کہ گورنر اور لیفٹیننٹ گورنر کے عہدوں کو ختم کر دیا جائے اور 'لوک آیکت' کو حکومتوں اور مرکز کے درمیان ثالثی کا ذریعہ بنایا جائے۔ ورنہ سیاسی مفادات عوامی مفادات کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)

WEEK ENDING-11/12/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421

Scanned with CamScanner